آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے | لو تمھیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

Digitized by Khilafat Library

ریویو آف ریلیجنز

یعنی دنیا کے مذاہب پر نظر

قادیان دار الامان

ضلع گورداسپور

جلد ۱۴ | بابت ماہ فروری ۱۹۱۵ء | مطابق ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ | نمبر ۲

چندہ سالانہ | عام عاطلبا سے

فہرست مضامین

الوہیت مسیح ۴۳-۵۹

کامل مذہب ۵۹-۶۸

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک تازہ نشان ۵۹/۸۴

ولایت میں تبلیغ اسلام ۸۵

ضروری اعلان ۸۵-۸۸

بقیہ ضروری اعلان ٹائٹل صفحہ ب و ج

گوشوارہ ۸۹-۹۰

(بقیہ ضروری اعلان ملاحظہ ہو صفحہ ۸۶ سے ۸۸)

(۳۲) باراں انواع ۳۳۵ صفحہ کی پنجابی نظم مسائل کی مجلد کتاب ایک ہی ہے **قیمت ۱۲ ر**

(۳۳) اصول الشاشی۔ مصنفہ مولٰنا نظام الدین شاشی۔ عربی زبان میں ۱۱۶ صفحہ کی کتاب۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ تقطیع بڑی ایک ہی کاپی ہے **قیمت ۸ ر**

(۳۴) مفید عام عرف معین الحکیم مجلد مؤلفہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں ہر سہ جلد ڈاکٹری کی کتاب اصلی قیمت عـہ تقطیع بڑی ہے۔ ایک ہی کاپی ہے۔ **للعہ**

(۳۵) شرح وقایہ ترجمہ اُردو نور الہدایہ تقطیع کلاں ہر سہ جلد ۶۱۸ صفحہ ایک ہی کتاب ہے۔ **عہر**

(۳۶) گلستاں مکمل ایک ہی کاپی ہے۔ **قیمت ۲ ر**

(۳۷) رسوم ہند۔ بہت سے انبیاءؑ کے مختصر حالات دیئے ہیں پابند شریعت مسلمانوں کے مذہبی اور شرعی حالات تاریخی رنگ میں بہت دلکش اور عمدہ پیرایہ میں درج ہیں۔ اور اہل ہنود کے رسوم کے بد نتائج کا عمدہ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ ۳۵۰ صفحہ کی عمدہ پڑھنے کے قابل کتاب ہے۔ اصلی قیمت ۱۰ ر رعایتی **۳ ر**

(۳۸) شجرہ طیبہ در بنائے خمسہ۔ مصنفہ مولوی محمد نجم الدین صاحب مرحوم قریشی حنفی۔ ساکن قصبہ شادیوال ضلع گجرات مسائل کی فارسی نظم میں ۱۶ صفحہ کی کتاب ہے۔ **قیمت ـ ر**

(۳۹) فارسی کی دوسری کتاب مؤلفہ انجمن حمایت اسلام لاہور اصلی قیمت سوا دو آنے۔ ۶۴ صفحہ کی کتاب ہے ۱ر

(۴۰) اسلام کی آٹھویں کتاب۔ مسائل اسلامی کی سلیس اُردو زبان میں ۲۵۶ صفحہ کی خوشخط بچوں کے پڑھنے کے قابل کتاب ہے، **قیمت ۳ ر**

(۴۱) ایقاظ الغائمین۔ مصنفہ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی ۲۴ صفحہ کی صرف ایک ہی کتاب ہے ـ

(۴۲) رسالہ زینت الصائمین۔ از فتوائے جناب شیخ زین العابدین اُردو زبان میں ۳۲ صفحہ کا ایک ہی رسالہ ہے ۱ر

(۴۳) اصلاح النظر جسکے ذریعہ ایک آریہ کے سلسلہ عقائد اسلام پر عقلی نظر کرکے اسکی کمزوریوں۔ غلط فہمیوں کی اصلاح کی گئی ہے۔ مرتبہ اڈیٹر اخبار الحکم۔ اصلی قیمت ۲ ر رعایتی **۱ ر**

(۴۴) درود طوسی ۱۴۸ صفحہ کی عمدہ خوشخط عربی زبان میں کتاب ہے۔ فارسی ترجمہ تحت اللفظ ہے۔ **۳ ر**

(۴۵) حکم النبی بکفر من لا یصلی۔ ۷۰ صفحہ کا اُردو رسالہ اسکے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کا ۲۷ ستمبر ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

الوہیّت مسیح

مرقومہ شیخ عبد الخالق صاحب نو مسلم

(سلسلہ کے لیئے ملاحظہ ہو ریویو بابت جنوری سنہ ۱۹۱۵ء)

عیسائی کہتے ہیں۔ کہ بجز خدا کے اور کوئی علیم کُل نہیں۔ مگر مسیح علیم کُل ہے۔ اور یہ دلیل اسکی الُوہیت کی ہے۔ کیونکہ شاگردوں نے اس بات کا صاف اقرار کیا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ اسکے شاگردوں نے کہا۔ دیکھ۔ اب تُو صاف صاف کہتا ہے۔ اور کوئی تمثیل نہیں کہتا۔ اب ہم جان گئے۔ کہ تُو سب کچھ جانتا ہے۔ اور اس کا محتاج نہیں۔ کہ کوئی تجھ سے پوچھے یوحنا ۱۶/۲۹ و ۳۰۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر حضرت یسوع مسیح علیم کُل تھے۔ تو کیوں فرمایا۔ کہ قیامت کی گھڑی یا آمد ثانی کا وقت بجز باپ کے آسمان کے فرشتے اور میں خود بھی نہیں جانتا۔ صرف باپ جانتا ہے دیکھو متی ۲۴/۳۶ و مرقس✿ ۱۳/۳۲۔ کیا پھر حضرت یسوع مسیح وہی اقنوم ثانی ہو سکتے ہیں۔ جو بقول بزرگ اتاناسیوس۔ کہ آب و ابن کی الُوہیّت ایک ہی ہے۔ جلال برابر۔ عظمت ازلی یکساں رکھنے والا تھا۔ مگر پھر بھی اہل تثلیث یہی کہے چلے جاتے ہیں۔ کہ یہ محض انسانیت کے سبب سے کہا۔ ورنہ فی الحقیقت وہ خوب جانتا تھا۔ مگر نہیں سوچتے۔ کہ اس سے تو صاف پتہ

✿ انجیل مرقس دراصل انجیل پطرس ہے جو بعد میں محرف مبدل ہو گئی۔ بطرس وہی خلیفۃ المسیح ہے۔ جس کی خلافت کے منکر رومن کیتھلک کے سامنے سکتہ کے سے عالم میں رہ جاتے ہیں۔ اور اگر کسی پراٹسٹنٹ کو دعویٰ ہو کہ پطرس خلیفہ نہیں۔ اور کہ یہ جائز نہیں۔ کہ خلیفہ وقت پطرس ہو سکے۔ تو وہ ذرا ہمارے مقابل میدان میں نکلے۔ تو پھر ہم اسے انشاء اللہ تعالیٰ انجیل سے ثابت کر دینگے۔ منہ

چلتا ہے۔ کہ خداوند مسیح وہ مسئلہ جسپر نجات کا دارومدار تھا۔ (اتاناسیوس ع۱ و ۴۲) شاگردوں کو واضح طور سے سمجھانا نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے صاف طور سے اس بات کا اقرار کیا۔ کہ بجز باپ کے کوئی نہیں جانتا۔ اب اقنوم اول کے مقابل میں جسکے ساتھ کہ وہ بقول اہل تثلیث الوہیت میں برابر تھا۔ اپنی بے علمی ظاہر کرنا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ وہ شاگردوں کو ایک مشتبہ اور مذبذب صورت میں رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ جس صورت میں وہ جانتا تھا۔ کیوں نہ کہا۔ کہ میں جانتا تو ہوں۔ مگر کہنا نہیں چاہتا۔ کیا ہر ایک بات کا جواب حضرت مسیح اسی طرح دیا کرتے تھے۔ جسطرح کہ اس سوال کے جواب سے اپنی انسانیت پر مُہر کردی؟ کیا بعض سوالات کے جوابات کے وقت حضرت مسیح نے شاگردوں کو ڈانٹا نہیں متی ۲۳/۱۶ پھر کیا ضرورت تھی۔ کہ مسیحؑ نے اس طور سے بے علمی ظاہر کرکے آپ لوگوں کی ایک دلیل کا خود ہی ابطال کردیا۔

اور اگر بالفرض ہم مان لیں۔ کہ واقعی حضرت مسیح سب کچھ جانتے تھے۔ تو بھی انکی الوہیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اناجیل کے رو سے ایماندار بھی سب کچھ جانتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ اور تمھارا تو اس قدوس کی طرف سے مسح کیا گیا ہے۔ اور تم سب کچھ جانتے ہو۔ یوحنا ع۱ ۲/۲۰ ۔ اب بتاؤ! کہ اگر مسیح شاگردوں کے اس امر کے اقرار سے کہ تُو سب کچھ جانتا ہے۔ خدا ہو سکتا ہے۔ تو پھر ایماندار سب کچھ جانتے ہوئے کیوں خدا نہیں ہو سکتے؟۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ شاگرد یوحنا نے اس امر کی خاص طور سے تشریح اور تفسیر کردی۔ کہ خدا ہی سب کچھ جانتا ہے۔ اور پھر اس جگہ خدا اور یسوع مسیح کا جُدا جُدا تشخص بیان کرکے صرف خدا ہی کی نسبت یہ کہا۔ کہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ خدا ہمارے دل سے بڑا ہے۔ اور سب کچھ جانتا ہے۔ اے عزیزو! جب ہمارا دل ہمیں الزام نہیں دیتا۔ تو ہمیں خدا کے سامنے دلیری ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ ہم مانگتے ہیں۔ وہ ہمیں اس کی طرف سے ملتا ہے۔ کیونکہ ہم اسکے حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ پسند کرتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔ اور اُس کا حکم یہ ہے۔ کہ ہم اس کے بیٹے یسوع مسیح کے نام پر ایمان لائیں۔ یوحنا ع۱ ۳/۲۰ تا ۲۳ بتاؤ! اس کا جواب تمھارے پاس کیا ہے۔ کہ اگر یوحنا ع۱ کے ۳/۲۰ والی درس کے لفظ خدا سے مراد ہر ثلاثہ اقانیم ثالوث تھے۔ تو پھر یوحنا رسول نے کیوں یسوع مسیح کا علیحدہ نام لکھکر اس کا جُدا تشخص بیان کرکے آپ کو ہمیشہ کے واسطے مایوس کردیا؟ اور اگر اب لفظ بیٹا سے الوہیت مسیح کے واسطے کچھ استدلال کر سکتے ہو۔ تو وہ مسئلہ بھی ہم تم کو سمجھا کر ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔

بیٹا کے لفظ کی ماہیت

ناظرین پر واضح ہو۔ کہ اناجیل اربعہ میں جہاں کہیں لفظ بیٹا مسیح کے

واسطے استعمال ہوتا ہوا۔ عیسائی دیکھتے ہیں۔ تو اسوقت عہد عتیق سارے کا سارا پس پشت پھینک کر اس سے یہی سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہ لفظ یسوع مسیح کی الوہیت پر دلالت کرتا ہے۔ اسلیئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اول ہم یہ ثابت کر دیں۔ کہ انکی اس تفہیم کی بنا کسی چیز پر ہے۔ پس واضح ہو۔ کہ یہ دلیل حقیقۃً یہود کی طالمود سے اخذ شدہ ہے۔ کیونکہ طالمود میں ابی الیزر سے مروی ہے۔ کہ سات چیزیں خدا نے جہان کے خلق کرنے سے پہلے اپنے ارادہ تخلیق میں معین کی ہوئی تھیں۔ یعنی اول باغ عدن۔ دویم شریعت۔ سویم ایماندار۔ چہارم بنی اسرائیل پنجم عرش۔ ششم یروشلم۔ ہفتم مسیح۔

پس مسیحیوں کے اعتقاد کے بموجب کل عہد عتیق کی پیشگوئیاں یسوع پر مسیح ہونے کی حالت میں چسپاں ہوتی اور صادق آتی ہیں۔ تو اس مسئلہ میں انہوں نے ایسی افراط کی راہ اختیار کی۔ کہ مسیح کے لفظ کے ساتھ جب بیٹا ہونا انکو معلوم ہو گیا۔ تو فی الفور سمجھ بیٹھے۔ کہ وہ خدا تھا۔ چنانچہ اس تفہیم کی بنا صرف یہی ہے۔ اور اس امر پر اگر بغور سوچا جائے۔ تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ بے شک اسی یہودی روایت کو غلط طور پر سمجھنے کی وجہ سے نصاریٰ نے یہ غلطی کی۔ کہ وہ مسیح جو خدا کا بیٹا بھی ہے خدا ہے۔ کیونکہ مخصوص خدا کا بیٹا اور خلقت کے شروع سے پہلے کا پلوٹھا ہے۔ قلسی ۱/۱۵ اور اس معاملہ میں اگر اہل تثلیث کو کچھ کلام ہو تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر مسیح جو بموجب روایت ابی الیزر کے خلقت کے شروع سے پہلے بھی تھا۔ خدا کا بیٹا ہو کر خدا نہیں سمجھا گیا۔ بلکہ اور دلائل کی رو سے خدا کے بیٹے کو اقنوم ثانی کہا گیا ہے۔ تو پھر بموجب زبور ۸۲/۶ کے کہ تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔ مسیح کی فضیلت تمام اسرائیل اور تمام انبیاء پر کچھ نہیں رہیگی۔ پس ماننا پڑیگا۔ کہ اسی طالمود والی روایت کی بنا پر حضرت یسوع مسیح کے پیرو کاروں کو اسکی ایسی خصوصیت سوجھی۔ جو بڑھتے بڑھتے آخر الوہیت تک جا ٹھہری۔ اور یہودیوں کے اس گروہ یعنی فریسی (یعنی جدا کیا گیا) کی حدیثوں پر بھروسہ رکھنے کا جو نتیجہ ہوا یعنی یہ کہ مسیح اور خدا کا بیٹا مترادف ہے۔ اس نے دوسری صورت مسیحیوں میں یہ اختیار کی۔ کہ وہ خدا کا بیٹا یا مسیح جو یہود کے گروہ مذکور کے علم احادیث میں مترادف بیان کیا جاتا تھا۔ ہوتے ہوتے خدا بنا لیا گیا۔

❁ فریسی زبور ۲/۱۱ کی تفسیر کرتے ہوئے یہی لکھتے تھے۔ کہ لفظ مسیح اور خدا کا بیٹا مترادف ہیں۔ منہ

لیکن اگر ہم اس جگہ اہل تثلیث کی طرح لفظ بیٹا کی بحث میں عہد عتیق* کو چھوڑ کر بھی کچھ غور کریں۔ تو بھی لفظ بیٹا سے مراد اُلوہیت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پولوس کا کلام نہ صرف اسرائیل کو بلکہ ان تمام غیر اقوام کو بھی جو مسیح کی اُمّت بننا پسند کریں۔ خدا کے بیٹے ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "جو میری اُمّت نہ تھی اسے اُمّت کہوں گا۔ اور جو پیاری نہ تھی۔ اسے پیاری کہونگا۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ جس جگہ انسے یہ کہا گیا تھا۔ کہ تم میری اُمّت نہیں ہو۔ اسی جگہ وہ زندہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے" رومیوں ۹/۲۶۔ پس کیا وجہ ہے۔ کہ اگر مسیح خدا کا بیٹا ہونے کی وجہ سے خدا ہو سکتا ہے۔ تو پھر تمام ایماندار زندہ خدا کے بیٹے ہونے کی وجہ سے خدا نہیں ہو سکتے؟۔

یہاں پر یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ حضرت سلیمان کو خاص طور سے خدا نے بیٹا کہا ہے چنانچہ زبور ۲/۷ بھی اس امر پر شاہد ہے۔ مگر تعجب خیز یہ امر ہے۔ کہ اہل تثلیث اسکو خدا نہیں کہتے۔ بلکہ ایک عجیب بات پیش کر کے اپنا پیچھا چھڑاتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ مسیح خود کہتا ہے۔ کہ دیکھو میں سلیمان سے بڑا ہوں۔ متی ۱۲/۴۲ اور وہ یونس سے بھی بڑا ہے متی ۱۲/۴۱ اور مسیح خدا کی ہیکل سے بھی بڑا ہے۔ متی ۱۲/۶ مگر نہیں سوچتے۔ کہ صرف یونسؑ اور سلیمانؑ سے یا ہیکل سے بڑا ہونے کی وجہ سے وہ خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس بڑا ہونے کی تشریح بھی مسیح خداوند نے خود ہی کر دی۔ چنانچہ یوحنا کے حق میں فرمایا۔ "تو پھر تم کیوں گئے تھے (یعنی یوحنا کو کیا سمجھ کر دیکھنے کے واسطے گئے تھے) کیا ایک نبی کے دیکھنے کو۔ ہاں میں تم سے کہتا ہوں۔ بلکہ نبی سے بڑے کو۔ متی ۱۱/۹ اور پھر متی ۱۱/۱۱ میں کہا۔ کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں"۔

اب خیال کرو۔ کیا اس دنیا میں شروع سے لیکر آخر تک کوئی ایسا رسول۔ نبی۔ پیغمبر آیا ہے۔ یا آسکتا ہے۔ جو عورت سے پیدا نہ ہو۔ حتیّٰ کہ خداوند مسیح بھی کنواری مریم مقدسہ سے جو عورت تھی۔ پیدا ہُوا۔ پھر کسطرح یہ یوحنا بپتسمہ دینے والا خود حضرت مسیح سے اور تمام اُن لوگوں سے جو عورتوں سے پیدا ہوئے۔ بڑا نہیں؟ اور اگر یہ بڑا ہے۔ تو پھر جسطرح مسیحؑ بخیال شما صرف سلیمانؑ سے بڑا ہونیکی وجہ سے

---

* عہد عتیق میں بہت مقامات پر خلقت اور مختلف انسانوں کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے ملاحظہ ہو۔ ہوسیع کی کتاب ۱/۱ اور موسیٰ خدا سا بنا خروج ۷/۱ وغیرہ۔ منہ

سلیمان پر سبقت لیجا کر خدا بن سکتا ہے۔ اسی طرح یوحنا بپتسمہ دینے والا مسیح اور کل عورتوں سے پیدا ہونیوالوں سے بڑا ہو کر بوجہ احسن خدا ہو سکتا ہے۔

مگر جب ہم خود اناجیل میں پڑھتے ہیں۔ کہ ابن آدم اور ابن اللہ ہر دو الفاظ مترادف ہیں۔ تو اناجیل کا علم تطبیق خاص طور سے اس دلیل کا ابطال ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھو لوقا میں صاف طور سے لکھا ہے۔ کہ سردار کاہن کے سامنے یسوع نے اقرار کیا۔ اور کہا۔ کہ تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے ہوئے دیکھوگے لوقا ۲۲/۶۹ چنانچہ مرقس کی انجیل بھی اسی امر پر شاہد ہے اور صاف طور سے لکھا ہے۔ کہ سردار کاہن کے سامنے یسوع نے کہا۔ کہ تم ابن آدم کو خدا کی دہنی طرف بیٹھے اور بادلوں پر آتے دیکھوگے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ مسیح ابن اللہ اپنی آمد ثانی میں بھی یعنی دوسری پیدائش میں بھی ابن آدم کہلوا سکتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ بقول انجیل لوقا جو پولوس کی انجیل ہے۔ اور مرقس جو پطرس کی انجیل ہے۔ ابن آدم اور ابن اللہ مترادف ہیں۔ اور ایک دوسری انجیل میں بھی مسیح نے اپنے آپ کو ایسے معنوں میں ابن آدم کہا ہے۔ جس سے وہی مفہوم خیال کیا جا سکتا ہے۔ جو لفظ بیٹا کی تفہیم سے مراد ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ مسیح نے کہا۔ فانی خوراک کیلئے محنت نہ کرو۔ بلکہ اس خوراک کے لیئے جو ہمیشہ کی زندگی ٹھہرتی ہے۔ جسے ابن آدم تمھیں دیگا۔ کیونکہ باپ یعنی خدا نے اسپر مُہر کی ہوئی ہے۔ یوحنا ۶/۲۷ غور کرو۔ کہ روحانی خوراک کا دینے والا ابن آدم یا مسیح ابن اللہ وہی ہے۔ جو ابن آدم کہلواتا ہے۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ مسیح خود بھی لفظ ابن اللہ اور ابن آدم کو اپنے واسطے مترادف سمجھتا تھا۔ اور اب یہ امر ظاہر ہے۔ کہ اس سے وہ دلیل اُلوہیت جو بیٹا کے لفظ سے اخذ کیجاتی ہے۔ باطل ہو گئی۔

اس تمام دلیل کے ابطال کرتے وقت ہمارا ذہن ایک اور طرف منتقل ہو گیا۔ اور اس موقعہ پر پادری صاحبان جو جواب پیش کیا کرتے اور منادوں کو سکھلایا کرتے ہیں۔ ہمیں یاد آگیا۔ اور وہ یہ کہ بیٹا یا ابن آدم سے مراد ازلی ابدی کلمہ ہے۔ جو مسیح تھا۔ اور یوحنا کی انجیل کی شہادت پیش کرکے یہ ثابت کیا کرتے ہیں۔ کہ وہ کلمہ خدا تھا۔ لہٰذا ضروری ہے۔ کہ لگے ہاتھوں ہم اس دلیل کا رد بھی تحریر کر دیں۔

کلمہ خدا ہے

عیسائی کہتے ہیں۔ کہ یوحنا کی انجیل جو صرف منکران اُلوہیت مسیح کے واسطے لکھی گئی اس مسئلہ کو بوضاحت بیان کرتی ہے۔ کہ مسیح خدا کا کلمہ ہے۔ اور کہ وہ خدا تھا چنانچہ

لکھا ہے۔ کہ ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ ساری چیزیں اس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں۔ اور جو کچھ پیدا ہُوا ہے۔ اسمیں سے کوئی چیز بھی اسکے بغیر پیدا نہیں۔ یوحنا ۱ تا ۱/۳ ۔ پھر دوسری جگہ لکھا ہے۔ اور کلام مجسم ہُوا۔ اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا۔ اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا۔ جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال یوحنا ۱/۱۴ ۔ پس اب اہل تثلیث کہتے ہیں۔ کہ کلمہ خدا ہُوا۔ جو مسیح تھا۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ اوّل کیا کلام کوئی شخصی ہستی رکھتا ہے۔ اور کہ وہ اصلی معنوں میں خدا تھا۔ یا ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر بقول بزرگ٭ لاہور کے پاسٹر سابق کے کلام کی تعریف صرف یہی ہے۔ کہ الکلام وصف المتکلم۔ تو اس صورت میں ٹھیک ہے۔ کیونکہ ظہور ذات صرف ظہور صفات سے ہی ہُوا کرتا ہے۔ اور اس سے وحدت الٰہی میں فرق نہیں آسکتا۔ جیسا کہ کہیں۔ آب۔ یخ بن گیا۔ آب مسلماً یخ سے مبدل ہو گیا۔ اگر کلام یا صفات کا ظہور مسیح میں ہُوا۔ تو درست ہے۔ چنانچہ پولوس رسول اس امر کو بالفاظ ذیل بُت پرستوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ کہ اسکی (خدا کی) اَن دیکھی صفات یعنی اسکی ازلی قدرت اور اُلوہیت دنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعے سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں۔ رومی ۱/۲۰ لہٰذا اس صورت میں اگر ہم اس بات کو تسلیم کریں۔ کہ خدا کی بعض صفات کا ظہور مسیح میں ہُوا۔ تو وحدت الٰہی میں کوئی تفاوت نہیں ہو سکتی۔

پھر لفظ کلام کے تصور پر غور کرو۔ یعنی کلام ایک غیر شخصی ہستی ہے۔ اور متکلم یعنی کلام کرنیوالا شخصیت رکھتا ہے۔ پھر غور کرو۔ زبور میں لکھا ہے۔ خداوند کا کلام سیدھا ہے۔ اور اس کے سارے کام وفا کے ساتھ ہیں۔ خداوند کے کلام سے آسمان بنے۔ اور انکے سارے لشکر اسکے مُنہ کے دم سے۔ زبور ۳۳ ۴ تا ۶

٭ لاہور کے بزرگ پادری ٹامس ہاول صاحب نے اپنی ایک چھوٹی سی کتاب میں یہ دلیل لکھی تھی۔ کہ کلام متکلم کی صفت ہے۔ اور جس صورت میں موصوف ازلی ہے۔ ضروری ہے۔ کہ صفت بھی ازلی ہو۔ پس جو ازلی ہے۔ وہ خدا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ صفت خواہ ازلی ہو۔ موصوف کی برابری نہیں کر سکتی۔ اور صفت موصوف کے تابع ہوتی ہے۔ نہ کہ موصوف صفت کے تابع ہوتا ہے۔ دوئم یہ کہ اگر خدا کی اس صفت یعنی کلمہ نے تجسم اختیار کیا۔ اور خدا ہُوا۔ تو پھر خدا کے تمام دوسرے صفات مثلاً۔ رحم۔ عدل۔ انصاف۔ تخلیق وغیرہ بھی خدا ہوئے۔ اور اس صورت میں متعدد خدا کا ماننا لازم آئیگا۔ اور یہ محال ہے۔ منہ

اب خدارا سچ کہو۔ کیا اس جگہ کلام سے مراد یسوع مسیح ہو سکتا ہے۔ یا کبھی اہل تثلیث میں سے کسی عالم نے لکھا۔ کہ اس کلام سے مراد مسیح ہے۔ مگر ہمیں ڈر ہے۔ کہ کہیں اب کوئی تثلیث کا معتقد یہ نہ لکھدے اس لئے ساتھ ہی ہم یہ بھی تحریر کر دیتے ہیں۔ کہ یہ کہتے وقت ذرا اس امر کا خیال رکھیں۔ کہ مسیح نے کہیں بھی خود کو کلام کہکر اسی زبور کو اپنے اوپر عائد نہیں کیا۔ پس ہم کسطرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ مسیح سے زیادہ اور لوگ اس زبور کو سمجھ سکتے ہیں۔ پھر کیا مسیحؑ نے کبھی دعویٰ کیا۔ کہ میں ابتدا میں کلام تھا۔ اور تمام لشکر اور آسمان میں نے ہی بنائے ہیں؟ ذرا سوچو۔ کہ اگر کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ ان الفاظ سے مراد یہی ہے کہ مسیح خدا ہے۔ تو ثابت ہوا۔ کہ کلام علیحدہ شخصی ہستی کا رکھنے والا ہے۔ تو پھر ایک کلام اور ایک خدا دو شخص باہم قدیم (ازل) سے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے تھے۔ اور ثابت ہوا۔ کہ ایک دوسرے سے غیر ہے۔ پس جو خدا سے غیر ہوا۔ پھر اسے خدا کیونکر کہہ سکتے ہیں؟

مگر یہ امر حل ہو جاتا ہے۔ جب ہم توریت کی کتاب پیدائش پڑھتے ہیں۔ اور یہودیوں کے اس علم تفسیر کو جانچتے ہیں۔ جو پہلی صدی عیسوی کے زمانہ میں بھی انکے درمیان رائج تھا۔ یعنی یہ کہ لفظ خدا بولنے کی بجائے کلمہ۔ جلال استعمال کرتے تھے۔ تو صاف سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ کلام سے وہ تفہیم جو اہل تثلیث لیتے ہیں۔ غلط ہے۔ بلکہ بموجب توریت کے خدا اور خدا کی آواز یا کلمہ دو اشیاء نہیں۔ ایک ہی چیز ہے چنانچہ لکھا ہے۔ کہ انہوں نے خدا اور خدا کی آواز جو ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تھا سنی۔ پیدائش ۳/۸ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسی خدا کی آواز کو یہود نے کلمہ بھی کہا ہے۔ اور جس کا ذکر کہ ہم کر چکے ہیں۔ اور بھی دیکھو۔ پیدائش ۲۱/۲۰ میں خدا کی بجائے کلمہ خدا اسکے ساتھ تھا۔ پیدائش ۲۲/۱۶ میں بجائے خدا کے جلال استعمال کرتے تھے۔ پس ہر ایک غور کرنیوالا سمجھ سکتا ہے۔ کہ خدا کا جلال یا خدا کا کلمہ کوئی علیحدہ تشخص نہیں رکھتے۔ لہٰذا اس سے اقنوم ثانی الوہیت میں اقنوم اول کے ہمپایہ اور ہمپلہ نہ ہوا۔ اور نہ مسیح خدا ہو سکتا ہے۔ بلکہ محض خدا کی ایک صفت۔ اور خدا کی صفات شخصیت نہیں رکھتیں اسیوجہ سے خدا نہیں بن سکتیں۔

پھر جائے غور ہے۔ کہ اگر کلام خدا ہے۔ تو پھر حکمت بھی خدا ہوئی۔ کیونکہ وہ بھی ازل سے خدا کے ساتھ تھی۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ میں اس وقت پیدا ہوئی۔ جبکہ گہراؤ نہ تھے۔ اور چشموں کے مکان پانی سے بھرے نہ تھے۔ میں پہاڑوں کے قائم کئے جانے سے پیشتر اور ٹیلوں سے آگے پیدا ہوئے۔ ہنوز

اس نے نہ زمین بنائی تھی۔ نہ میدان۔ بلکہ دنیا کا پہلا ڈھیلا بھی نہ تھا۔ میں اسوقت تھی۔ جب کہ اس نے آسمان بنائے۔ اور سمندر کی سطح پر دائرہ کھینچا۔ جس وقت اس نے اوپر کی طرف بدلیوں کو مقرر کیا۔ امثال ۸/۲۴ تا ۳۱ تو کیا اس سے ہم یہ سمجھ لیں۔ کہ دانائی خدا تھی۔ کیونکہ وہ بھی خدا اپنے انتظام کے شروع میں رکھتا تھا۔ اپنی صفتوں سے پیشتر قدیم سے ازل سے مقرر ہوئی۔ زمین کی پیدائش کے ابتدا سے پہلے (دیکھو امثال ۸/۲۲ و ۲۳) ہرگز نہیں۔ پھر اور بھی دیکھو امثال ۳/۱۹ دانائی و عقلمندی قدیم سے ہے۔

پھر دیکھو۔ عبرانیوں میں لکھا ہے۔ کہ ایمان ہی سے ہم معلوم کرتے ہیں۔ کہ عالم خدا کے کہنے سے بنے ہیں۔ عبرانیوں ۱۱/۳۔ تو کیا خدا کا کہنا خدا ہو گیا؟۔ پھر اور بھی دیکھو۔ پطرس رسول کہتا ہے۔ کہ دہریے اور بت پرست جان بوجھ کر بھول گئے۔ کہ خدا کے کلام کے ذریعے سے آسمان قدیم سے موجود ہیں۔ پطرس ۲۔ ۳/۵۔ پس بتاؤ! اگر کلمہ خدا تھا۔ تو پھر دانائی عقلمندی حکمت سلیمانی کلام وغیرہ کیوں خدا نہیں بن سکتیں؟۔

لفظ ہم اور میں

عیسائی کہتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح نے متی ۱۴/۲۷ میں جو الفاظ اپنے لئے استعمال کئے ہیں وہی خروج ۳/۱۴ میں خدا نے اپنے واسطے استعمال کئے ہیں۔ یعنی متی ۱۴/۲۷ میں مسیح نے بھی یہی کہا۔ کہ میں ہوں۔ اور خروج ۳/۱۴ میں خدا نے بھی یہی کہا۔ جو میں ہوں لہٰذا اس سے ثابت ہوا۔ کہ وہ خدا تھا۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ اس طرح تو بڑی قباحت لازم آئیگی۔ کیونکہ یہی الفاظ ایک جنمی اندھے نے بھی استعمال کئے۔ اور لوگوں سے کہا۔ میں ہوں۔ ملاحظہ ہو یوحنا ۹/۹۔ تو پھر کیا یہ جنمی اندھا بھی جو مسیح کے ہاتھ سے شفایاب ہوا تھا۔ خدا تھا؟

پھر دوسری دلیل لفظ ہم والی پیش کیجاتی ہے۔ اور وہ دلیل یہ ہے۔ کہ یسوع نے شاگردوں سے کہا۔ اگر کوئی مجھ سے محبت رکھے۔ تو وہ میرے کلام پر عمل کریگا۔ اور میرا باپ اس سے محبت رکھیگا۔ اور ہم اس کے پاس آئیں گے۔ اور اس کے ساتھ سکونت کرینگے یوحنا ۱۴/۲۳۔

مگر پھر اس طرح تو موسیٰؑ بھی خدا ماننا پڑے گا۔ کیونکہ صاف لکھا ہے۔ اور لوگوں نے خدا اور موسیٰؑ سے بگڑ کر کہا۔ کہ تم کیوں ہم کو مصر سے نکال لائے۔ کہ ہم بیابان میں مریں۔ گنتی ۲۱/۵۔ تو کیا یہاں پر لفظ تم سے اسرائیل کی یہ مراد تھی۔ کہ موسیٰؑ اور خدا ایک ہیں۔ اور موسیٰؑ خدا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح مسیحؑ اور

باپ ایک شخصیت نہیں رکھتے۔ کیونکہ مسیح صاف کہتا ہے۔ کہ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے۔ تو اس بات سے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں۔ خوش ہوتے۔ کیونکہ باپ مجھ سے بڑا ہے یوحنا ۱۴/۲۸۔ پھر صاف کہتا ہے۔ کہ اے باپ۔ میں شاگردوں کے لیئے درخواست کرتا ہوں۔ میں دنیا کے لیئے درخواست نہیں کرتا۔ یوحنا ۱۷/۹ پس کیونکر درخواست کرنے والا۔ درخواست قبول کرنیوالے کے برابر ہوا۔

معجزات

عیسائی کہتے ہیں۔ کہ خداوند مسیح نے ایسے اعجاز دکھلائے۔ اور ایسے عجیب قدرت کے کام دکھائے۔ جو بجز خدا کے اور کوئی دکھا نہیں سکتا۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ اول تو یہ امر ثبوت طلب ہے۔ کہ اس نے کیا کیا اعجاز دکھائے۔ اور کون کون سے مردے زندہ کیئے۔ اور کہ جو مردے زندہ کیئے گئے۔ پھر دوبارہ زندہ ہونیکے بعد انہیں کتنی عمریں نصیب ہوئیں۔ اور کس یہودی مورخ نے اس کی تصدیق کی ہے۔ اور اگر بالفرض یسوع نے مردے زندہ کیئے تو پھر کونسی ایسی دلیل تمہارے ہاتھ میں ہے۔ جس سے ہم یہ سمجھ لیں۔ کہ یہودی یسوع کے ہاتھ سے مردے زندہ ہوتے دیکھکر بھی ایمان نہ لائے؟

مگر خیر۔ ہم آپ لوگوں کی خاطر تسلیم کر لیتے ہیں۔ کہ واقعی یسوع نے عجیب عجیب معجزے دکھائے مگر ہم اس بارے میں خداوند یسوع کا مقابلہ ایک انسان سے جو نبی تھا کر کے اس بات کو پرکھتے ہیں۔ کہ کیا یسوع مسیح اعجاز میں تمام انبیاء سے اوّل رہا ہے۔ اور اگر ایسا ہے۔ تو بیشک یسوع خدا ہوا۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو آپ کی دلیل غلط۔ لہٰذا ذیل میں ایک نقشہ دیا جاتا ہے۔ جس میں حضرت یسوع مسیح کے معجزات کا مقابلہ (جو بقول اہل تثلیث خدا تھے) ایک دو انبیاء کے معجزات سے جو محض انسان تھے۔ کیا جاتا ہے۔

نمبر اعجاز	نام انبیاء	کتاب جسمیں اس معجزہ کا ذکر ہے	قسم معجزہ و کیفیت
۱	یسوع مسیح	اناجیل	حضرت یسوع مسیح نے کوڑھی اچھے کیئے
	الیشع نبی	سلاطین ۲ ۵/۸ تا ۱۴	الیشع نبی "
۲	یسوع مسیح	اناجیل	حضرت یسوع مسیح نے اندھوں کو بینائی بخشی
	الیشع نبی	سلاطین ۲ ۶/۱۹ تا ۲۰	الیشع نے آدمی اندھے بھی کیئے۔ اور پھر بینائی بھی عطا فرمائی۔

نمبر اعجاز	نام انبیاء	کتاب جس میں اس معجزہ کا ذکر ہے	قسم معجزہ و کیفیت
۳	یسوع مسیح	اناجیل	ایک خشک ہاتھ والے کا ہاتھ درست کیا
	ایک مرد خدا	سلا ع۱ ۱۳/۱ تا ۱۰	ایک خشک ہاتھ والے کا ہاتھ درست کیا
۴	یسوع مسیح	اناجیل	پانچ روٹیوں سے کئی آدمی سیر کئے
	الیشع نبی	سلا ع۲ ۴/۴۲	بیس روٹیوں سے سینکڑوں آدمی سیر کئے
۵	یسوع مسیح	اناجیل	پانی سے مے بنائی
	الیشع نبی	سلا ع۲ ۴/۱-۷	ایک پیالہ تیل سے کئی مٹکے تیل بنایا
۶	یسوع مسیح	اناجیل	مردے زندہ کئے
	الیشع نبی	سلا ع۲ ۴/۸-۳۷	الیشع نبی نے مردے زندہ کئے۔
	ایلیاہ نبی	سلا ع۱ ۱۷/۱۸-۲۴	ایلیاہ نبی نے مردے زندہ کئے
۷	یسوع مسیح	اناجیل	انجیر کا درخت سکھا دیا۔
	الیشع نبی	سلاطین ع۲ ۶/۵-۷	الیشع کے حکم سے لوہا سطح آب پر تیرنے لگا
۸	یسوع مسیح	اناجیل	بارہ برس کے حیض کو بند کر دیا
	الیشع نبی	سلا ع۲ ۴/۷ تا ۳۷	الیشع نبی نے ایک بڑھیا عورت سے کہا۔ کہ تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا چنانچہ پھر لڑکا پیدا ہوا۔
۹	الیشع نبی	سلاطین ع۲ ۴/۳۸ تا ۴۱	دیگ کے زہر کو جو موت تھی۔ کھانا بنا دیا۔
۱۰	ایلیاہ نبی	سلاطین ع۱ ۱۸/۳۸	آسمانی آگ سے سوختنی قربانی جلائی
۱۱	یسوع مسیح	اناجیل	آسمان پر چلا گیا۔
	ایلیاہ نبی	سلاطین ع۲ ۲/۹-۱۳	آسمان پر چلا گیا

پس اس نقشہ سے یہ ظاہر نہیں ہو سکتا۔ کہ حضرت یسوع مسیح نے ایسے اچنبے کے معجزے دکھائے جو دوسرے نبی نہ دکھا سکے۔ اور ہم افسوس سے کہتے ہیں۔ کہ معجزہ نمائی کے رو سے بھی حضرت یسوع مسیح کی الوہیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور عیسائیوں کا وہ قول کہ بعض اعجاز حضرت یسوع مسیح نے اس قسم کے دکھائے۔ جو دوسرے انبیاء ہرگز نہیں دکھلا سکے۔ کس قدر لغو اور مبالغہ آمیز ہے۔ حالانکہ بعض انبیاءؑ نے ایسے اعجاز دکھائے۔ جو خود حضرت یسوع مسیح نہیں دکھا سکے۔ مثلاً اگر عیسائی کہیں۔ کہ حضرت یسوع مسیح نے

ایک انجیر کے درخت کو سکھا دیا۔ اور الیشع یا ایلیاہ نے ایسا نہیں کر سکے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ الیسع کے حکم سے لوہا سطح آب پر تیرنے لگا۔ مگر حضرت یسوع مسیح نے ایسا نہیں کیا۔ اور اگر کہو۔ کہ حضرت یسوع مسیح خود پانی پر تیرتے رہے۔ تو حضرت یسوع مسیح نے کسی بڑھیا عورت سے یہ نہیں کہا۔ کہ اگرچہ تو ضعیفہ اور تیری اعضا کمزور ہیں۔ مگر تو حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنیگی۔ مگر الیشع نبی نے جیسا کہ ہم بیان کر آئے۔ ایسا کیا ہے۔ پس کس طرح معجزہ نمائی کے رو سے حضرت یسوع مسیح کی الوہیت ثابت کر سکتے ہو۔ اور ہم کہتے ہیں۔ کہ بالفرض اگر ہم اپنے دوستوں کی رعایت کرکے یہود کے علم تواریخ کو بالائے طاق رکھکر بھی اس مسئلہ پر غور کریں۔ کہ آیا حضرت یسوع مسیح نے واقعی ایسے اعجاز دکھائے۔ جن سے انکی الوہیت ثابت ہو سکتی ہے۔ تو بھی اس امر میں الوہیت یسوع مسیح بالکل غیر مکمل اور ناقص نظر آتی ہے۔ اور جب دوسرے انبیاء کے اعجاز کے ساتھ ہم اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ تو اس الوہیت میں دوسرے انبیاء بدرجہ اولیٰ شامل ہونے کے حقدار ثابت ہوتے ہیں۔

تثلیث

اہل تثلیث کے علماء و فضلاء کے خیال میں خطوط الرسل میں جو بہت سے زیادہ زوردار اور صریح نص تثلیث کی مؤید ہے۔ وہ یہ ہے (مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس درس کی وہ تفسیر جو اہل تثلیث کرتے ہیں۔ اور پھر اتاناسیوس کے عقائد نامہ سے اسکی تطبیق کرتے ہیں۔ ہم پہلے اس درس کے ساتھ ہی لکھدیں۔ اور پھر اس کا رد کرکے اہل تثلیث پر اتمام حجت کریں) وہ درس یہ ہے۔ خداوند یسوع مسیح کا فضل اور خدا کی محبت اور روح القدس کی شراکت تم سب کے ساتھ ہوتی رہے۔ ۲ کرنتھی $\frac{13}{14}$

اب اہل تثلیث کہتے ہیں۔ کہ بموجب اتاناسیوس کے عقائد نامہ کی ہدایت نمبر ۴ کے رسول نے اقانیم کو مخلوط نہیں کیا۔ بلکہ جداگانہ ثابت کیا۔ اور پھر ہدایت نمبر ۵ کی رو سے ہر ثلاثہ اقانیم کی اقنومیت بھی جداگانہ دکھلا دی۔ یعنی بالفاظ دیگر یوں سمجھو۔ کہ اس درس میں رسول نے ہر یک اقنوم کا کام علیحدہ لکھدیا۔ (اہل تثلیث اپنی اصطلاح میں اقانیم کی طرف کام منسوب نہیں کیا کرتے۔ بلکہ لفظ اقنومیت یا صفت رکھ لیتے ہیں۔ تاکہ عوام الناس کے سامنے حقیقت کا اظہار نہ ہو۔ اور یہ ایک راز کی بات ہے۔ جو ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں کہ تین فاعل ذی ارادہ ثابت ہو جاتے ہیں) اور چونکہ بموجب ہدایت نمبر ۷ کے ہر ایک اقنوم جداگانہ بھی دوسرے اقانیم کی مانند ہے۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ عقیدہ تثلیث اتاناسیوس ہی کی تشریح ہے

اور نیز ہر ثلاثہ اقانیم میں سے ہر ایک کا ہر ایک نوع کی اقنومیت کا کمال ذاتی اور اصلی ہے نہ کہ کسی غیر سے حاصل کردہ ہے۔ لہٰذا اس دلیل کو بڑھاتے بڑھاتے حضرت یسوع مسیح جو انسان تھے۔ اُنکو خدا بنایا گیا۔ اور تثلیث کا عقیدہ چوتھی صدی عیسوی کی کونسل نائسن یا بی فائنز یولوی کے زمانہ میں ...... پانچویں صدی مسیحی میں زبان لاطینی مروج ہوا۔ جس کو عالمگیر کلیسیا نے قبول کرلیا۔ اور باوجودیکہ اہل تثلیث جانتے ہیں۔ کہ روح القدس کو کسی نبی نے خدا سمجھ کر اسکی عبادت نہیں کری۔ مگر پھر اسکو بھی خدا مانتے اور اسکی عبادت کرتے ہیں۔ اور ہم انشاء اللہ اگلے پرچے میں روح القدس کا مفصل ذکر کرکے ثابت کرینگے۔ کہ وہ بھی خدا نہیں۔ اور تثلیث کے معلم خود حضرت یسوع مسیح اور اسکے حواری نہ تھے۔ بلکہ یہ مابعد کی ساخت ہے۔ مگر اس جگہ صرف حضرت یسوع مسیح کی الوہیت پر ہی بحث کرینگے۔

اب یہ امر ظاہر ہے۔ کہ اس ورس یعنی ۲ کرنتھی ۱۳/۱۴ میں تین اقانیم کا ذکر ہے۔ اور انکی اقنومیت بھی بخیال اہل تثلیث جُداگانہ ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ اس جملہ کی ترتیب میں ثلاثہ اشیاء کا ذکر تثلیث یا الوہیت مسیح ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر اسی ترتیب کو مدنظر رکھیں۔ تو ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ پھر فرشتے بھی ایک اقنوم ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ اسی ترتیب سے فرشتوں کا ذکر بھی بجائے روح القدس کے آیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ خدا اور مسیح یسوع اور برگزیدہ فرشتوں کو گواہ کرکے میں تجھے تاکید کرتا ہوں۔ ا تمطاؤس ۵/۲۱۔ پس ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر بخیال شما ۲ کرنتھی ۱۳/۱۴ میں ثلاثہ اقانیم کا جُداگانہ ذکر کیا گیا ہے۔ اور انکو مخلوط نہیں کیا گیا۔ اور اتاناسیوس کی ہدایت نمبر ۳ یہی ہے تو پھر اس ورس میں بھی یعنی ۱ تمط ۵/۲۱ میں ثلاثہ اقانیم کا ذکر کرکے اقانیم کو مخلوط نہیں کیا۔ اور اس صورت میں اگر حضرت یسوع مسیح کو خدا سمجھا جاوے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ فرشتوں کو خدا نہ سمجھا جاوے اور اگر کہو۔ کہ سابقہ ورس یعنی ۲ کرنتھی ۱۳/۱۴ کی رو سے ہدایت ۲ مکمل ہوتی ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ ہماری پیش کردہ ورس کے رو سے نہ صرف ہدایات ۲-۳-۴ ہی مکمل اور مضبوط ہوتی ہیں۔ بلکہ ہدایت ۶ بھی پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے۔ کہ الوہیت ثلاثہ اقانیم کی مساوی ہے اور جلال اور عظمت ازلی یکساں۔ پس غور کرو۔ کہ جس طرح خدا اور یسوع مسیح حاضر ناظر گواہ لکھے گئے۔ اسی طرح فرشتے بھی حاضر ناظر گواہ لکھے۔ یعنی جس طرح خدا اور یسوع مسیح کی اقنومیت ظاہر کی گئی۔ اسی طرح فرشتے بھی حاضر ناظر گواہ لکھے۔ .... اور اسی طرح فرشتوں کی

اقنومیت صاف تجویز کی گئی۔ پس اگر یسوع مسیح فضل بخشنے والا اور روح القدس شراکت رکھنے والا ہے تو فرشتے گواہ ہو سکتے ہیں اور اس اقنومیت میں ویسا ہی جلال رکھتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ہر دو اقنوم ذاتی اور اصلی رکھتے ہیں۔ اور اگر کہو۔ کہ فرشتے از روئے کتب مقدسہ کے خود مخلوق ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں۔ یسوع مسیح بھی مخلوق ہے۔ کیا وہ انسان مخلوق نہیں۔ جو جنا گیا ہو۔ اور یسوع تو جنا گیا ہے متی ۱/۲۵ میں صاف لکھا ہے۔ جب تک وہ بیٹا نہ جنی۔ اور صاف لکھا ہے۔ کہ وہ مر گیا۔ متی ۲۷/۵۰ پس بتاؤ۔ پھر کس طرح وہ مخلوق نہیں۔ جو جنا گیا ہو۔ اور مر گیا ہو۔ رہا اس کا دوبارہ زندہ ہونا۔ سو اس کا بیرونی ثبوت آپ لوگوں کے پاس کچھ نہیں۔ محض آپ لوگ واقف ہیں۔ مگر خارجی ثبوت کچھ بھی نہیں۔ اور اگر بالفرض وہ مُردوں میں سے جی بھی اُٹھا۔ تو بھی وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ اور ہم اس کا گذشتہ ریویو کے نمبر میں مفصل ذکر کر چکے ہیں کیونکہ وہ زندہ ہونے میں خدا کا محتاج تھا. افسی ۱/۱۹ تا ۲۰ پھر اگر کرنتھی ۲ ۱۳/۱۴ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ تو اسی رسول کا کلام دیکھو اکرنتھی ۵/۶ و ۵/۴ پس اس کا کیا جواب ہے۔

Digitized by Khilafat Library

الوہیت کی معموری

عیسائی کہتے ہیں۔ کہ اُلوہیت کا سارا کمال حضرت یسوع مسیح میں تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ "کیونکہ اُلوہیت کی ساری معموری اسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے۔" قلسی ۲/۹ اور اسی قلسی ۲/۹ والی ورس کی تطبیق اس ورس سے کرتے ہیں۔ "اب ہمارا خدا اور باپ خود اور ہمارا خداوند یسوع مسیح تمہاری طرف ہماری رہبری کرے۔" ۱ تھسلنیکیوں ۳/۱۱۔ اور دوسری جگہ لکھا ہے۔ "تاکہ ہمارے خدا اور خداوند یسوع مسیح کے فضل کے موافق ہمارے خداوند یسوع مسیح کا نام تم میں جلال پائے۔" ۲ تھسلنیکیوں۔ اور ایک اور مقام پر لکھا ہے۔ "اب ہمارا خداوند یسوع مسیح خود اور ہمارا باپ خدا جس نے ہم سے محبت رکھی۔ اور فضل سے ابدی تسلی اور اچھی امید بخشی" ۲ تھلو ۲/۱۶۔ اب اہل تثلیث ان تمام عبارات سے استدلال کرتے ہیں۔ کہ خدا اور یسوع مسیح دونوں کی اقنومیت اور الوہیت مساوی ہے۔ اور کہ جیسا اَب ہے ویسا ابن ہے۔ ا تا نا سیوس ۷ اور یہ کمال اس کا ذاتی و اصلی تھا۔ حاصل کردہ نہ تھا۔ اور اگر ایسا ہے تو بے شک حضرت یسوع مسیح کی اُلوہیت ماننی پڑیگی۔ اور واقعی حضرت یسوع مسیح خدا تھا۔ لیکن اگر ہم نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ یہ سب کمالات اسکے حاصل کردہ تھے۔ تو اُلوہیت مسیح تو درکنار

وہ ایک محتاج انسان نظر آئیگا۔ پس واضح ہو۔ کہ ہم ان سب وسوسوں کا ایک ہی ورس سے خاتمہ کردیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے "کیونکہ باپ کو یہ پسند آیا۔ کہ ساری معموری اس میں سکونت کرے" قلسی ۱/۱۹۔

پس ہم کہتے ہیں۔ کہ اگرچہ اُلوہیت کی معموری سے یسوع معمور تھا۔ قلسی ۲/۹۔ اور بقول پولوس رسول سارے مسیحی لوگ بھی خدا کی ساری معموری تک معمور ہو جاویں افسی ۳/۱۹ مگر ان سب امور میں نہ تو حضرت یسوع مسیح اور نہ عیسائی صاحبان خود مختار ہیں۔ بلکہ خدا باپ ہی خود مختار ہے۔ جسکو یہ پسند آیا کہ اُلوہیت کا سارا کمال مسیح میں بسے۔ اور بجز باپ کی پسندیدگی کے اس میں کوئی کمال نہیں بستا۔ اور اسی کو لوگ حاصل کردہ کمال کہتے ہیں۔ کیونکہ اگر اُلوہیت کی معموری میں معمور ہوجانا حضرت یسوع مسیح کا ذاتی کمال خیال کر لیا جاوے۔ تو پھر یہ الفاظ کہ باپ کو پسند آیا۔ کہ ساری معموری اسمیں سکونت کرے قلسی ۱/۱۹ بے معنی اور بے محل ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت یسوع مسیح کا اُلوہیت کی معموری میں معمور ہوجانا خدا کی پسندیدگی پر منحصر ہے۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ یسوع مسیح اپنی اس صفت اور فضیلت میں بھی خود مختار نہ تھے۔ اور جو خود مختار قادر مطلق نہیں۔ وہ خدا نہیں۔ کیونکہ اگر اُلوہیت کی معموری میں معمور ہونا حضرت یسوع مسیح کا ذاتی کمال ہوتا۔ جیسا کہ اتاناسیوس کی ہدایت ۶ میں لکھا ہے۔ تو زبدی کے دونوں بیٹے اس طرح مایوس اور حیران نہ کیئے جاتے۔ جس طرح کہ حضرت یسوع مسیح نے یہ جملہ کہکر گیا۔ کہ اپنے دہنے بائیں کسی کو بٹھانا میرا کام نہیں۔ مگر جن کے لیئے میرے باپ کی طرف سے تیار کیا گیا۔ انہیں کے لیئے ہے متی ۲۰/۲۳ اور اگر اس معاملہ میں ہم حضرت یسوع مسیح کا مقابلہ ایلیاہ نبی سے کریں تو یقیناً ایلیاہ کا نمبر اس معاملہ کے اختیار میں اعلیٰ ثابت ہوتا ہے چنانچہ الیشع نے جو ایلیاہ کا شاگرد تھا۔ ایلیاہ اپنے اُستاد سے کہا۔ کہ میرے لیئے دعا کر کہ تجھ سے دوگنا حصہ نبوت کا مجھے ملجاوے۔ اور اگرچہ بقول ایلیاہ یہ ایک مشکل معاملہ تھا۔ مگر ایلیاہ کی دعا سے الیشع کو دوگنا حصہ نبوت کا یعنی ایلیاہ کی نبوت سے دوگنا حصہ اس کے شاگرد الیشع کو مل گیا۔ سلاطین ۲ ۹-۱۱/۲۔ پس یسوع مسیح جو زبدی کے بیٹوں کو جنہوں نے سالہا سال اسکی خدمت کری تھی۔ اپنے برابر بھی نہ کر سکا۔ لیکن ایلیاہ نے اپنے شاگردوں کو اپنے سے دوگنا بلند مرتبہ پر پُہنچادیا۔ اور یہ کیوں ہُوا۔ یہ اس لیئے۔ تاکہ یسوع کی اُلوہیت ثابت نہ ہو۔ پس کس طرح کہتے ہو کہ

حضرت یسوع مسیح اپنی الوہیت کی معموری میں خودمختار تھا۔ اور یہ کمال اس کا ذاتی اور اصلی تھا۔

دلوں اور گردوں کا جانچنے والا

کلیسیاؤں کو معلوم ہوگا۔ کہ دلوں اور گردوں کا جانچنے والا میں ہی ہوں مکاشفہ ۲/۲۳ - اہل تثلیث فرماتے ہیں۔ کہ دلوں اور گردوں کی جانچ کرنا صرف خدا ہی کا کام ہے مگر یہ عبارت مسیح کے واسطے ہے۔ اور باوجودیکہ جانتے ہیں کہ مکاشفہ رسولی تحریر نہیں اور یورپ کے بڑے بڑے علماء نے اسپر رسالے لکھے ہیں۔ اور بالفرض اگر ہم اس کتاب کو الہامی سمجھ لیں۔ تو بھی کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔ کیونکہ انجیل کے رُو سے دلوں کا جان لینا عوام انبیاء کو بھی حاصل ہے۔ چنانچہ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے۔ کہ جسوقت ایک بدچلن* عورت نے یسوع کے پاؤں چومے۔ تو اس کی دعوت کرنے والا فریسی یہ دیکھ کر اپنے جی میں کہنے لگا۔ کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا۔ تو جانتا۔ کہ جو اسے چھوتی ہے۔ وہ کون ہے۔ اور کیسی ہے۔ کیونکہ بدچلن ہے لوقا ۷/۳۹ - اس عبارت سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ دلوں کا حال جان لینا اور غیب کے امور میں دسترس رکھنا یہ امر انجیل کے رو سے اسرائیل کے انبیاء کو حاصل تھا۔ کیونکہ فریسی توحید کے قائل تھے۔ اور اگر یہ فریسی جس کے گھر میں یسوع کھانا کھاتا تھا۔ اور وہیں یہ واقعہ ہُوا۔ نہ جانتا۔ کہ انبیاء غیب کا حال اور دل کا خیال نہیں جان سکتے۔ کیونکہ انسان ہیں۔ تو ناممکن تھا۔ کہ ایسا خیال کرتا۔ اور پھر جس صورت میں کہ آنیوالے موعود کا میزبان بھی تھا۔ لہٰذا انبیاء کی صحبت پسند کرنے والے لوگ ایسے معمولی مسائل سے ضرور واقف ہوتے تھے۔ چنانچہ یوحنا کی انجیل سے یہ امر اور بھی واضح طور سے معلوم ہوجاتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ سامریہ کے شہر سوخار کے اس قطعہ زمین کے یعقوبی کنواں پر جو یعقوب نے یوسف کو دیا تھا۔ یسوع نے ایک سوخار کی سامری عورت سے پانی طلب کیا۔ اور پھر آخرکار اسے بتادیا۔ کہ تو پانچ شوہر کرچکی ہے۔ اور جسکے پاس تو اب ہے۔ وہ تیرا شوہر نہیں۔ (اور یہ سب غیب کی باتیں تھیں جو یسوع نہ جانتا تھا) تو اس عورت نے کہا۔ اے خداوند مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تو نبی ہے۔ یوحنا ۴/ ۱ تا ۱۹ - پس جائے غور ہے۔ کہ ایک معمولی سامری کی عورت بھی یسوع کی

---

* حال کی انجیل لوقا میں بدچلن عورت لکھا ہے۔ منہ

غیب دانی کو جان کر اسے خدا نہیں کہتی۔ بلکہ ایک نبی ہی خیال کرتی ہے۔ اور اگر یہ عجیب بات ہوتی۔ جو صرف یسوع مسیح کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتی۔ تو بے شک لوگ خیال کر لیتے۔ کہ یہ خدا ہے۔ مگر اسرائیل کے انبیاء کو یہ عام طور پر حاصل تھا۔ کہ غیب کی باتیں اور دل کے حالات معلوم کر لیتے تھے۔ چنانچہ آنیوالے مسیحؑ کی نسبت بھی اسی طرح کے خیالات لوگوں کے دلوں میں موجود تھے۔ اور ثبوت اس امر کا اس جگہ سے مل سکتا ہے۔ کہ اس عورت نے شہر میں جاکر لوگوں سے کہا۔ آؤ۔ ایک آدمی کو دیکھو۔ جس نے میرے سب کام مجھے بتا دیئے۔ کیا ممکن ہے۔ کہ مسیح یہی ہے۔ یوحنا ۴/۲۹۔ پس ہم پھر کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ کمال اور انبیاء کو حاصل نہ ہوتا۔ اور اسرائیل اسکو عجیب صفت خیال کرتے۔ تو ضرور تھا۔ کہ ایک ناقص العقل ✤ عورت مسیح کو محض ایک انسان نہ خیال کرتی۔ بلکہ فی الفور خدا بنا دیتی مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

اور پھر غور کرو۔ کہ دل کا حال پطرس رسول کو بھی معلوم ہو گیا۔ چنانچہ حنانیاہ کے دل کا مفصل حال پطرس رسول نے جانچ لیا۔ اور تمام نزاع اس سے کہدیا۔ اعمال ۵/۱-۶۔ اور پھر اسکی بیوی کے دل کا حال بھی معلوم کر لیا مفصل دیکھو اعمال ۵/۱ تا ۱۱۔ پس ہم کہتے ہیں۔ کہ دل کا حال معلوم کر لینے والا آدمی انجیل کے رو سے خدا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ محض ایک نبوت کرنے والا نبی انسان ہو سکتا ہے۔

بادشاہوں کا بادشاہ

عیسائی کہتے ہیں۔ کہ کتاب مکاشفہ میں لکھا ہے۔ کہ مسیح کی پوشاک اور ران پر یہ لکھا ہوگا۔ بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند مکاشفہ ۱۹/۱۶ اور اس سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ خدا تھا۔ مگر نہیں دیکھتے۔ کہ اس جملہ سے وہ خدا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ دوسرے عالم میں ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اس طرح تو نبوکدنضر بھی خدا ثابت ہوجا کرنگا چنانچہ دانی ایل جیسے نبی نے اسے کہا۔ اے بادشاہ بادشاہوں کے بادشاہ دانی ایل ۲/۳۷ تو کیا ہم اس سے یہ سمجھ لیں۔ کہ دانی ایل نے اس بادشاہ کو جو انسان تھا۔ خدا بنا دیا۔ ہرگز نہیں۔

✤ بموجب ۱ تمط ۲/۱۴ کے عورت نے اول فریب کھایا۔ مگر اس جگہ اس سامری عورت نے بالکل کوئی فریب نہیں کھایا۔ اگرچہ بقول سینٹ کرائی ساسٹم تمام وحوش اور جنگلی جانوروں سے بڑھ کر خطرناک تھی۔ منہ

بلکہ صرف اسکی بڑائی مطلوب تھی۔ اور اگر خداوندوں کا خداوند۔ یہ جملہ اسے خدا ثابت کرتا ہے۔ تو جان لو۔ کہ وہ خود خداوند نہیں بن گیا۔ بلکہ خدا نے اسے یہ عہدہ عنایت کیا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ پس اسرائیل کا سارا گھرانا یقین جان لے۔ کہ خدا نے اسی یسوع کو جسے تم نے صلیب دی۔ خداوند بھی کیا۔ اور مسیح بھی اعمال ۲/۳۶۔ پس بتاؤ۔ کہ وہ خداوندوں کا خداوند۔ اس خداوندی کے عہدہ کے حاصل کرنے میں بھی خدا کا محتاج تھا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ خداوندوں کا خداوند اور بادشاہوں کا بادشاہ یسوع مسیح خدا نہ تھا۔ بلکہ خدا کا محتاج محض ایک انسان تھا+

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ) (راقم۔ وہی نومسلم)

کامل مذہب (نمبر ۲)

(رقمزدہ پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب ایم۔اے)

مذہب کی اصل غرض جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح مذہب حقہ کی شناخت کا معیار وہ نتائج ہیں جو اس مذہب کا پیرو اپنی دینی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر حاصل کرتا ہے۔ ہر ایک طالب حق کے دل میں یہ واجبی خواہش ہونی چاہیئے کہ اسکے اختیار کردہ مذہب کی تعلیم اسے اخلاق فاضلہ کے اکتساب میں مدد دے اور روحانیت کی شاہراہ پر اسکی رہنمائی کرے۔ کیونکہ اگر مذہب کی غرض صرف دقیق سوالات کے جواب۔ قابل بحث نظری امور پر ردّ و قدح اور فلسفیانہ اشکال کا حل ہی ہو تو پھر سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ان امور کو ہماری روحانیت سے کیا اور کہاں تک تعلق ہے؟ نیز یہ ہمارے نفس کی اصلاح اور ہمارے اخلاق کی درستی میں ہمیں کہاں تک امداد دیتے ہیں؟ یا بالفاظ دیگر یوں کہا جائے کہ زندگی کی اصل غرض کے حصول کیلئے یہ ظاہری دقائق یہ نظری اور سطحی باریکیاں ہمارے اخلاق و افعال پر کیا اثر ڈال سکتی ہیں؟

ان سوالات کا جواب اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ مذہب کی اصل غرض انسان کی روحانیت پر اثر ڈالنا اور اسکے نفس کی اصلاح کرنا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا

ہے نہ کہ جڑ سے ایک زرین اصول ہے اور مذہب حقہ کی پرتال کا بہترین معیار ہے۔ پس ہر شخص جو سچائی کا متلاشی اور دینی زندگی بسر کرنے کا خواہاں ہو اُسے لازم ہے کہ منطقیانہ جرح اور فلسفیانہ مباحث کو اپنا مطمح نظر بنانے کی بجائے اپنی زندگی کو ایک مذہبی زندگی بنائے اور ایسی بنائے جو اچھے درخت کے عمدہ اور میٹھے پھل کی شان اپنے اندر رکھتی ہو۔

روحانیت اور فلسفیت

جو لوگ ظاہری مسائل کی تحقیق اور نظری امور کی چھان بین کو ہی اپنا فرض سمجھتے اور ہر بات میں بال کی کھال نکالنے ہی کو قابلیت و فخر یقین کرتے ہیں اُنکا احاطہ نظر اور دائرہ ترقی مکڑی کی طرح صرف دیوار کے ایک کونے تک محدود ہوتا ہے اُنکی کوششوں کا نتیجہ اُس جالے کے مشابہ ہوتا ہے جو تیار تو بہت سعی کے بعد ہوتا ہے لیکن تباہ آسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اور برعکس اسکے جو لوگ ظاہریت کی بجائے باطن پر زور دیتے اور چھلکے کی بجائے مغز پر قبضہ کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ وہ کوششوں میں کامیاب ہوتے اور روحانیت کے لاانتہا مدارج کی سڑک پر ہمیشہ نئی نئی ترقیوں سے ملاقی ہوتے ہیں۔ پھر جو وقت ایک ظاہر بین فلاسفر خدائے تعالیٰ کے اوصاف اور ذات واجب الوجود کی خصوصیات پر بحث کرنے میں صرف کرتا ہے اُسی وقت کو ایک روحانی انسان ذات باری کی عبادت اور یاد میں خرچ کر کے اپنی زندگی کو پاک و مطہر بناتا یا اپنے خالق کے احسانات کا مطالعہ کر کے اُسکے حضور سربسجود ہوتا اور خود اُس مالک الملک کے عتبہ عالیہ پر جبہ سائی کر کے نہ صرف اسکی حضوری سے شرفیاب ہوتا ہے بلکہ ترقی کر کے اُس عالم الغیب ہستی سے ہمکلام ہونے کا فخر بھی حاصل کر لیتا ہے۔

اسی موضوع پر امریکہ کے ایک مشہور فلاسفر مسٹر چارلس سینڈرس .. فرماتے ہیں کہ ظاہری علوم شریعت کے علماء آجکل ذات باری کے طبعی محققین بن رہے ہیں اور پھر اُنکی طبعی تحقیق و تدقیق کا نتیجہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ صفات الٰہیہ کو ایک پراگندہ صورت میں پیش کیا اور اپنے علوم کی شیخی بگھارنے کیلیے لفاظی ولسانی، ملمع اور محض عبارت آرائی سے کام لیا جاتا ہے۔ اور طرفہ یہ اس عبارت آرائی سے نہ کوئی اخلاقی نتیجہ برآمد ہوتا ہے نہ انسانی ضروریات میں اس سے کوئی مدد و اعانت ملتی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ کام جو گوشت و پوست کا انسان اسقدر محنت اور دلسوزی سے کرتا ہے اسے تو موجودہ زمانہ کی ایک لکڑی و پیتل سے بنی ہوئی مشین بھی بآسانی تمام کر سکتی تھی اور بے معنی بے نتیجہ طوطانی کلام کی بجائے جو انسان محنت و وقت خرچ کر کے تیار کرتا ہے بہتر تھا کہ کوئی کل صرف لفظ خدا کا ہی بار بار اعادہ کرتی۔ غرض اوصاف الٰہیہ

اور خواص ذات واجب الوجود کا علمائے ظاہر کے ہاتھوں ابتر حال ہو رہا ہے۔ ان لوگوں نے الفاظ کا ایک مجموعہ تیار کر رکھا ہے اور معانی کا مرتبہ الفاظ کو دیکر روٹی کی جگہ ہمارے سامنے پتھر رکھا جا رہا ہے۔ یا یوں کہو کہ زندگی کی اصل غرض کو فراموش کر کے محض زبانی دعاوی پر زور دیا جاتا ہے اور ہمارے سامنے مچھلی کی بجائے سانپ رکھا جاتا ہے۔"

اسلام چھلکے کی بجائے مغز پیش کرتا ہے

مذکورہ بالا تشریح سے ظاہر ہے کہ دیگر مذاہب نے جس طرز پر خدائے قدوس کے صفات کو پیش کیا ہے وہ باوجود علماء کی جلادہی اور ملمع کاری کے فہیم و سمجھدار لوگوں کی آنکھ میں وقعت و ثقاہت کے درجہ سے گرا ہوا اور خدائے تعالیٰ کا حقیقی چہرہ دکھانے کے راستے سے بہت دور ہے۔ مگر برخلاف اسکے جب اسلام کی پاک کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام چھلکے کی بجائے مغز کو اختیار کرتا ہے اور محض ظاہریت کی بجائے باطن پر زور دیتا ہے۔ اور جو خدا یہ مذہب پیش کرتا ہے وہ ایک 'نظری وجود' نہیں نہ ہی ایک 'خیالی ہستی' ہے بلکہ وہ ایک زندہ خدا ہے۔ جو گونگا بورا بے بس و بے حس ہستی نہیں اور نہ ہی فلاسفرانہ دماغ کی اختراع ہے بلکہ وہ ایک ایسی ہستی ہے جو اپنے اندر مستقل قوت ارادی اور مرضی رکھتی ہے۔ اور ایسا وجود ہے جس سے ہم محبت کر سکتے اور مکالمہ و مخاطبہ کے شرف سے حصہ لے سکتے ہیں۔

ایمان بے عمل لاشے ہے

شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے رُو سے ہر مومن کا فرض ہے کہ اعمال صالح بجالائے اور زبان سے اقرار ایمان کرنے کے بعد نیک اعمال میں مداومت کرے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار الذین اٰمنوا کے ساتھ عملوا الصّٰلحٰت کی شرط بھی لگاتے ہیں۔ اور قرآن کریم کی تعلیم صاف ظاہر کرتی ہے۔ کہ محض زبانی دعویٰ اسلام لاشے ہے جبتک عزیمت کے ساتھ نیک اعمال کی بجا آوری کا تہیہ نہ کیا جائے۔ نیز یہ کہ اسلام کی تعلیم کے مطابق ہر انسان خواہ مرد ہو یا عورت وہ اپنے اپنے اعمال کا ذمہ وار ہے اور قیامت کے دن من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ کے ماتحت ہر ایک شخص کو اس کے اعمال پر جزا و سزا ملیگی نہ کہ اُسکے اقوال پر۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ جو شخص محض ظاہریت اور لفاظی کو اپنا شعار بناتا ہے اور مذہب کی اصل غرض یعنی زندگی کے سنوار اور تقویٰ کے حصول کو فراموش کرتا ہے وہ اسلام کی تعلیم سے ناواقف ہے۔

قرونِ اولیٰ کے مسلمان

اوائل اسلام میں مسلمان ظاہری دلائل اور عالمانہ دقائق کی چنداں پروا نکرتے تھے۔ بال کی کھال نکالنا اور باریک چھان بین کرنا اُنکی عادت میں داخل نہ تھا۔ اُنکی زندگی کا سب سے بڑا اصول صرف یہ ہاں صرف یہی تھا کہ

نیک رہیں اور نیکی کریں

خاموشی سے اعمال صالحہ کا بجالانا ہی ایک ایسا فلسفہ تھا جس میں جامع اسلام کے ابتدائی طلباء درجہ فضیلت حاصل کرتے تھے۔ اُنکو نئی اصطلاحیں تراش کرنے یا خیالی اشکال پر مناظرہ و مباحثہ کا بازار گرم کرنے سے سروکار نہ تھا وہ سیدھے سادھے مسلمان تھے۔

بعد کے مدعیان علم

البتہ اُنکے بعد ایک زمانہ آیا کہ مسلمان بھی ظاہریت پر فدا ہوگئے اور خشک دلائل کی تلاش و تحقیق میں سرگردانی شروع کردی اور یہاں تک ترقی کر گئے کہ بعض تو اپنے ہی دلائل کے حلقہ میں ایسے محصور ہوئے کہ اُنکا اس پھندے سے نکلنا تک محال ہوگیا اور بقول شخصے کہ چوبے گئے تھے چھبے ہونے کو دوبے ہو کر آئے وہ اپنی پیدا کردہ مشکلات کا حل سوچتے سوچتے خود بھی بحرِ تحیر میں غرق ہوگئے۔ ان لوگوں کی تحریروں میں دینی جوش اور روحانی تڑپ کی بجائے ظاہری علوم کا اظہار اور فلسفیانہ باریک بینیوں کی جھلک ہے۔ اور طرّہ یہ کہ اس تمام بناوٹ وسجاوٹ کا نتیجہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اگر آپ اس قماش کے مدعیان علم کا کلام ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ اُنکے بڑے بڑے الفاظ محض بے معنی اُنکی مقفٰی عبارت بے مطلب اور اُنکے چست فقرات بے محل اور بے نتیجہ ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس قسم کی تحریروں سے اپنے نفس کی اصلاح اور روح کے تزکیہ کے لیئے کوئی راہ نکالنا چاہیں تو ہماری یہ کوشش رائگاں ہوگی۔ اور ہمارا قبلہ مقصود بجائے نزدیک ہونیکے دُور ہوتا جائیگا کیونکہ یہ عبارت آرائی ہمارے سامنے وہ منطقی معمہ جات لے آئیگی جو ہمارے دماغ کو پریشان اور طبیعت کو مکدر کرنے کے لیے کافی ہونگے۔

صحابہؓ کا نمونہ

غرض یہ کہ ہمارے نزدیک ایسی تحریریں۔ جنہیں مشکل اور متحیر کرنے والی اشکال ہی کو مقصدِ اعظم بنایا گیا ہو۔ ہماری روحانیت کے لیئے مفید نہیں ہوسکتیں ہماری روح کی پاک اشتہا اِن خشک باتوں سے رفع نہیں ہوسکتی۔ ایسا کلام نہ تو کتب اخلاق میں

ہماری رہنمائی کر سکتا ہے اور نہ زندگی کو پاک بنانے میں ہمارا معاون ہو سکتا ہے۔ پس اِس مایوسی و پریشانی کے عالم میں اگر ہمیں کسی طرف سے سہارے اور اعانت کی امید ہو سکتی ہے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کا وجود باجود ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کے باغ کا اوّلین پھل تھے میدانِ جنگ میں بہادر و شجاع تھے۔ عملی زندگی میں سادہ اور بے ریا تھے اُنکا کلام صاف اُنکا دل پاک تھا اُنکو لفظی بحث۔ منطقی معمہ جات سے سروکار نہ تھا اُنہوں نے اپنے آسمانی اُستاد سے جو کچھ سیکھا تھا وہ وہی تھا جسکو ایک عالم انگریز نے فرنگی لباس میں پیش کیا ہے یعنی یہ کہ "کام کرو۔ کام کرو اور کام کرو۔ اور خیالی قیاسات یا فضول اُدھیڑ بُن کو بے کار بندگان خیال کے لیئے چھوڑ دو"۔ یہی زرین اصول تھا جسے محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہؓ ہر وقت یاد اور ہمیشہ مدِ نظر رکھتے اور اُنکی زندگی کے آخری ایّام نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ وہ "بے کار بندگان خیال" نہ تھے وہ لفظی نزاع یا بے معنی مباحث پر وقت ضائع کرنے والے نہ تھے بلکہ "کام کرنیوالی" قوم وہ تھے تو صحرائے عرب کے بدوی مگر کسی تربیت نے اُنکی قویٰ اور طاقتوں کو ایسا درست و صاف کر دیا تھا کہ وہ "عمل" کرنے اور عمل سے "نتیجہ" حاصل کرنے پر قادر ہو گئے تھے۔

صحابہ کرامؓ کی طاقت کا راز

اب ہم پوچھتے ہیں کہ اُنکی اس طاقت کا راز کیا تھا؟ اس کام کرنے کی قوت ارادی اور اِس جوش اور قربانی کے کیا بواعث تھے؟ یہ سوال ایسا سوال ہے جو آج روشنی کے زمانہ اور بیسویں صدی کی نکتہ چین طبائع سے بھی اُسی طرح پوچھا جا سکتا ہے جس طرح یہ کسی اور زمانے میں پوچھا جا سکتا تھا۔ اس کا جواب ہم خود ہی دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں **عمل** کرنیکی طاقت اسلیئے تھی کہ وہ **ایمان** رکھتے تھے اور اُنکے قلوب شکوک و شبہات کی آلائش سے پاک تھے وہ اپنے فرض کو پہچانتے اپنی اصل غرض سے آشنا تھے۔ جس طرح آج ہمارے سامنے نیکی و بدی کی سڑکیں کام و بیکاری کے راستے۔ ترقی و تنزل کی شاہراہیں کھُلی ہیں اور ہم اس امر کے مجاز ہیں کہ جونسی راہ چاہیں اختیار کر لیں اس طرح اُن لوگوں کے سامنے بھی ایک طرف اعلیٰ مگر سادہ زندگی اور دوسری طرف ادنیٰ مگر رنگین و مجلاّ زندگی کے دروازے وا تھے۔ ان مقدسین نے ظاہریت پر باطن کو اور چھلکے پر مغز کو ترجیح دی۔ رنگ و جلا کو چھوڑ کر ورلی زندگی کی فانی خواہشات ترک کر دیں

اور خدائے واحد۔ رسول عربیؐ۔ یوم قیامت پر ایمان لاکر وہ راستہ اختیار کیا جو بظاہر دشوار گذار اور قربانیاں چاہنے والا تھا مگر حقیقتاً اعلیٰ اور انجام کار کامیابی کا تاج پہنانے والا تھا۔ پس ان مومنین نے ایمان لانے کے ساتھ ہی عمل کرنے کا بھی تہیہ کر لیا اور اپنے دل کو یکسو کرکے کام پر ہاتھ لگا دیا اور دنیا کو دکھا دیا کہ جو نفس دولت ایمان سے مالا مال ہو وہ تعجب انگیز کام کر سکتا اور بڑا عظموں کا فاتح ہو سکتا ہے

عمل ایمان کا نتیجہ ہے

یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ ایمان کا نتیجہ عمل ہوتا ہے پس جو شخص مذہب سے زندگی کی اصلاح کا خواہاں ہو اُسپر لازم ہے کہ ایمان کو مضبوط کرے اور فلسفیانہ توجیہوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے 'عمل' کی رسّی کو مضبوط پکڑے کیونکہ سچا ایمان بمنزلہ ایک بیج کے ہے جس سے عمل کا بار ور درخت وجود میں آتا ہے اور یہ وہ شاخ ہے جسمیں شگوفے اگر نہایت خوشبودار پھول لگتے ہیں۔ ایک یوروپین مصنف نے اس مضمون کو بدیں الفاظ ادا کیا ہے "خیال کی پرواز و حرکت کا نتیجہ ایمان ہوتا ہے اور ایمان کے معنی یہی ہیں کہ خیالات میں سکون پیدا ہو۔ پھر جب ہمارے خیالات میں ایمان کے ذریعہ سکون پیدا ہو جائے تو سلامتی و مضبوطی کے ساتھ 'اعمال' کا آغاز ہوتا ہے۔ غرض ایمان کا مفہوم وہ قواعد و ضوابط ہیں جنپر کاربند ہونا اعمال کہلاتا ہے اور خیالات کی ترقی کے تمام سلسلہ کا نتیجہ یہی ہے کہ انسان کو عمل کرنیکی عادت پڑے"۔

واضح رہے کہ انسان جب تک شک اور یقین کے درمیان معلق رہتا ہے وہ اسوقت تک کسی کام کو مضبوطی اور سلامتی سے ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ شک سے عدم فیصلہ کی قوت مراد ہے اور عدم فیصلہ کا مفہوم بیکاری و سستی کے قریب قریب ہے۔

قرآن کریم ایمان و اعمال پر

جب ہم قرآن کریم کو توجہ و غور سے تلاوت کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس مقدس کتاب نے ایمان و عمل کے درمیان کیا لطیف رشتہ قائم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں ایمان کا ذکر فرمایا ہے وہیں پر اعمال صالحہ کو بھی ایمان کے ساتھ ملا دیا ہے چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں ان الّذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت کانت لھم جنّٰت الفردوس نزلا خٰلدین فیھا لا یبغون عنھا حولا یعنی تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اسکے ساتھ ہی اعمال صالحہ بھی بجا لائے ہیں اُنکے لیئے فردوس کے باغ ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے

اور کبھی تبدیلی کے خواہاں نہ ہونگے۔

اب اس آیت مجید سے صاف واضح ہے کہ سچا ایمان خود اعمال صالحہ کا محرک ہوتا ہے اور ایمان کا نتیجہ اعمال صالحہ کی صورت میں ظاہر ہونے لگتا ہے۔ الغرض ایمان ہی پر اعمال کا مدار ہے اور اگر ایمان نہ ہو تو اعمال صالحہ کی بجا آوری ایک امر محال ہے کیونکہ جب تک کسی انسانی جسم میں ایمان کی روح کا نفخ نہ ہو اُسوقت تک اُس سے کوئی عمل صالحہ سرزد نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص حقیقی معنوں میں نیک اور پرہیزگار ہو جائے تو پھر ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ اُس سے محض خیر اور نیکی ہی سرزد ہوگی۔ کیونکہ "نیک ہو جانا" اس بات کی کافی دلیل بلکہ پیش خیمہ ہے کہ نیکی کا عزم کرنے والا انسان ضرور "اعمال صالحہ" بھی بجا لائیگا۔ پروفیسر جیمس سیتھ فرماتے ہیں "کسی شخص کے چال چلن کا اچھا ہونا یا اُسکا نیک بن جانا اس بات کی ضمانت ہے کہ ایسا شخص اعمال صالحہ بجا لائیگا اور اعلیٰ درجہ کے امور سرانجام دیگا برعکس اسکے بدچلنی یا بدوضعی ایسا مذموم وصف ہے کہ جسکی موجودگی پر آئندہ بداعمال و بداطوار کے ارتکاب کی یقینی پیشگوئی کی جا سکتی ہے۔ یاد رہے کہ دلیر و دیانتدار آدمی بزدلی و بددیانتی کا ارتکاب نہیں کر سکتا کیونکہ یہ باتیں اُسکی طبیعت کے ناموافق اُسکے ایمان کے خلاف ہیں"

پس اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پاک نے جو ایمان و عمل کو پاس پاس رکھا ہے اور دونوں کو ایکجا و بلافاصلہ بیان فرمایا ہے اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ **ظاہر و باطن کے درمیان ایک گہرا تعلق ہے۔ روحانیت و اخلاق ایکدوسرے سے وابستہ ہیں۔ اور ارادے کا فعل** کے ساتھ لگاؤ ہے۔

ایمان ایثار چاہتا ہے جو شخص حقیقی ایمان سے بہرہ ور ہو کر اطمینان قلب کی نعمت حاصل کرتا ہے وہ اپنی زندگی کو اعمال صالحہ کے قیمتی زیور سے آراستہ و پیراستہ بنا لینے کا اہل ہو جاتا ہے۔ اُسکی آنکھ میں دنیوی مقبوضات زمینی جائداد ہنر و قابلیت کی کچھ حیثیت نہیں رہتی وہ اپنے نئے منصب کی خدمات ادا کرنے میں ان سب چیزوں کو قربان کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور یہ تو کیا اگر ضرورت پڑے تو وہ اس راہ میں اپنی جان تک نثار کر دینا فخر سمجھتا ہے۔ یہ ایثار کی طاقت اور قربانی پر آمادگی کچھ معمولی باتیں نہیں بلکہ یہی ہیں جو ایمان و ایقان

کی آزمائش کا معیار اور صدق و ریا کی پہچان کے لئے محک ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو اس معیار پر صادق اُترتے ہیں۔ اور مشکل امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ یہی امتحان ہے جو مغز کو پوست سے صدق کو ریا سے جُدا کر دیتا ہے۔ اور مومن کی آنکھ میں ناممکن کو ممکن اور مشکل کو آسان بنا دیتا ہے۔ وہ آئے دن ایک نئی قربانی کرتا اور ہر لحظہ نیا ایثار دکھاتا ہو۔ پس یاد ہے کہ ایمان ایثار چاہتا ہے۔ جرمن پروفیسر گوئٹے کا قول ہے کہ "عمل کرنا تو آسان ہے مگر غور کرنا مشکل ہے"، اسی طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ "کسی مذہب کا اختیار کر لینا آسان ہے مگر حقیقی طور پر ایمان لانا کارے دارد کا مصداق ہے"۔ کیونکہ ایک سچا اور حقیقی ایمان وہی ایمان ہے جو اپنے آنے کے ساتھ ہی انسان کے اندر "تغیر" شروع کر دے اور اُسے اپنی پہلی زندگی پر موت وارد کرنے یا پہلے اندوختہ کو تقوٰی کی مقدس قربانگاہ پر چڑھانے کے لیئے آمادہ بنائے۔ غرض ایمان ایک قربانی چاہتا ہے جسکے لیئے ہر شخص تیار نہیں ہوتا۔ خدائے تعالٰی اس مسئلہ کو مفصلہ ذیل آیت مجید میں نہایت خوبصورتی سے بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مومن کی شان کیا ہوتی ہے۔

قالت الاعراب اٰمنا۔ قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولمّا یدخل الایمان فی قلوبکمؕ وان تطیعوا اللہ ورسولہٗ لا یلتکم من اعمالکم شیئًا۔ ان اللہ غفور الرحیم۔ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثمّ لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ۔ اولٰئک ھم الصّٰدقون ہ یعنی کہا ان گنوار لوگوں نے "ہم ایمان لے آئے ہیں کہدو یہ نہ کہو ایمان لائے ہیں بلکہ یہ کہو کہ ہم نے (صرف) مان لیا ہے (کسی مصلحت کی وجہ سے) لیکن (درحقیقت) تمہارے دلوں میں ایمان ذرہ بھی نہیں ہُوا۔ اور اگر تم (واقعی) اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کروگے تو تمہارے کسی عمل سے کوئی کمی نہیں کیجائیگی۔ (کیونکہ) اللہ تو غفور یعنی قصوروں کو بھی معاف کرنیوالا اور محنتوں کا پھل دینے والا ہے مومن تو ضرور وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور رسول پر (کوئی شک کی بات دلنکے لیئے نہیں رہی) اور اُنہوں نے مال و جان سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا وہی سچے لوگ ہیں۔

بھیڑوں میں بھیڑیئے مذکورہ بالا آیات کا مطالعہ کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں گو بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور بظاہر مسلمانوں کے ساتھ تھے مگر در اصل انکے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا تھا۔ مسلمانوں کے درمیان منافقین بھی تھے گویا بھیڑوں کے درمیان بھیڑیئے تھے۔ لیکن ان بھیڑیوں کے وجود سے جس چیز نے گلہ کو صاف کیا اور نقصان رساں عنصر کو بے ضرر مومنین سے علیحدہ کر دیا وہ اعمال و ایثار کا زرین معیار تھا۔ محولہ بالا کلام الٰہی میں ان ریاکار منافقین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور پھر انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ھم الذین یقولون لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللہ حتّٰی ینفضوا یعنی یہ کہ منافق لوگ مسلمانوں کے ایثار و قربانی کو دیکھکر کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ کے ساتھ ہیں اُنپر کچھ خرچ نہ کرو جبتک کہ وہ پراگندہ نہ ہوجائیں۔

اب یہاں خدائے تعالیٰ صاف طور پر فرماتے ہیں کہ منافق اور مومن کی پہچان کیلئے ایثار و قربانی ایک اعلیٰ معیار ہے منافق انسان خود خرچ کرنا تو درکنار یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ مومنین اپنے مال و جان کو قربان کر کے رسول اللہ کا ساتھ دیں۔ پس جہاں ایثار کا سوال آتا ہے وہیں نفاق و ایمان میں تمیز و فرق ہوجاتا ہے۔ منافق ایثار کے وقت تامل سے کام لیتا ہے اور اپنے افعال سے اپنے قلب کی حالت کا اظہار کر دیتا ہے یعنی یہ کہ اُسکا قلب اور زبان متفق نہیں ہوتے۔ برعکس اسکے مومن جو کچھ زبان سے کہتا ہے وہی اسکے صافی قلب میں جاگزین ہوتا ہے اسی لیئے اللہ تعالیٰ مومن کو صادق اور منافق کو کاذب کہکر پکارتے ہیں۔ مومن کی نسبت فرمایا ہے اولٰئک ھم الصّٰدقون یعنی وہ لوگ راستباز ہیں اور منافقوں کی نسبت ارشاد ہے۔ ان المنافقین لکٰذبون یعنی تحقیق منافق جھوٹے اور کاذب ہیں۔

ایک اور آیت میں اس طرح فرمایا ہے فالذین اٰمنوا منکم و انفقوا لھم اجر کبیر (ترجمہ) اور تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور خرچ کیا اُنکے لیئے بڑے بڑے اجر ہیں۔ پھر ارشاد ہوتا ہے یٰاَیُّھا الذین اٰمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ و من یفعل ذٰلک فاولٰئک ھم الخٰسرون یعنی اے ایمان والو ایسا نہ ہو کہ تمہاری جائداد اور تمہارے بچے تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دیں کیونکہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ یقیناً گھاٹے میں رہا ہیں۔ پس یاد رہے کہ بھیڑوں میں سے بھیڑیوں کو نکالنے کیلئے

ایثار و قربانی ہی ایک صادق معیار ہے

خلاصہ متذکرہ بالا آیات کو اگر بہ نظر امعان دیکھا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ایمان ہاں حقیقی اور صحیح ایمان ہی ایک ایسا محرک ہے جو اعمال صالحہ کی بجا آوری میں ممد و معاون ہو سکتا ہے۔ اور اس ایمان کا ہی اثر ہوتا ہے کہ انسان بڑی بڑی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور اپنی محبوب ترین اشیاء کو ایمان کی خاطر قربان کر دیتا ہے۔ اُسے نہ دنیوی مال و جائداد کی پروا ہوتی ہے نہ اُسے اپنی زندگی تک کے قربان کر دینے سے دریغ ہوتا ہے۔

چونکہ ایثار ایمان کی جانچ کا ایک معیار ہے اور اکثر اس ایثار کے طفیل ایمان میں زیادتی اور کمال پیدا ہوتا ہے اور دن بدن ترقی کرتا ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے زادتھم ایمانا یعنی اُن کا ایمان زیادہ ہوتا ہے۔

پھر جوں جوں ایمان مضبوط اور زیادہ گہرا ہوتا جاتا ہے ہماری برداشت ہماری عبادت اور ہمارا ایثار روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے اور یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ ترقی کسی جگہ رُک جاتی ہے بلکہ وہ ہماری زندگی کے ساتھ ساتھ اپنے مدارج طے کرتی رہتی ہے۔

ترقی کا یہ زینہ ایسا نہیں کہ اسپر آسانی سے چڑھا جاسکے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے دوزخ کا راستہ تو فراخ ہے مگر بہشت کا راستہ تنگ اور خاردار ہے۔ ہر قدم پر رکاوٹ اور ہر منزل پر خطرہ کا امکان ہے اس راستہ میں شیطان نے جا بجا اپنے دام پھیلا رکھے ہیں۔ اس لئے نیکی کے تنگ راستہ کا سفر کرتے وقت ہمیں اپنی تمام طاقتوں سے کام لینا اور پوری احتیاط اور حزم کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اور اس راستہ کے مسافر پر ایک شاعر کا کلام صادق آتا ہے جو کہتا ہے

سنبھل سنبھل کے یہاں نکال آشیاں سے او بلبل ٭ لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہاں تہاں صیّاد

غرض اس راستہ میں ہم کو ہر قدم پر ایک جنگ اور ہر مقام پر ایک جہاد کرنا پڑتا ہے اور ایک فتح کے بعد دوسری مہم کے لئے کمر بستہ ہونا ضروری ہوتا ہے اگر آج ہم ایک ملک کو زیر نگین کرتے ہیں تو کل ہمیں دوسرے پر قبضہ کرنے کی فکر دامنگیر ہوتی ہے۔ اور اگر ہم ایک قطعہ زمین کو دریافت کرتے ہیں تو اور نئے قطعات کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے۔ ہر کامیاب مہم کے بعد ہم کو ایک اور مہم تیار کرنی پڑتی ہے اور اس طرح ہم ہر روز اور ہر آن آگے آگے قدم بڑھاتے

اور نئی نئی فتوحات حاصل کرتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ آخر کار اس فانی زمین کی جدوجہد سے مخلصی پا کر ہمیشہ کا آرام حاصل کرتے اور آسمانی خوشبو سے معطر پاکیزہ ہواؤں میں سانس لیتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہماری ایمان کا ثمرہ ہمارے یقین کا نتیجہ ہوتا ہے ؎

Digitized by Khilafat Library

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

مسیح موعودؑ کا ایک تازہ نشان

اہل ہند کے لئے مقامِ عبرت

خدائے تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے اس زمانہ میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمایا جس کے ذریعہ سے ہم نے خدائے تعالیٰ کو پہچانا۔ بے شک ہم سُنتے تھے کہ خدائے تعالیٰ گذشتہ زمانوں میں اپنے برگزیدوں سے ہمکلام ہُوا۔ مگر ہمارے لیئے یہ سب کچھ ایک قصہ کہانی کی طرح تھا۔ ہم سُنتے تھے کہ دنیا میں نبی اور رسول گذرے ہیں مگر ہمارے لیئے یہ حسرت کا موجب تھا کہ ہم نے کسی نبی اور رسول کے وجود کو نہیں دیکھا۔ خدا کا بڑا ہی فضل ہُوا کہ اُس نے اپنے پُرانے وعدوں کے مطابق جو اُس نے یسعیاہ نبی۔ دانیال نبی۔ حضرت مسیح ناصری۔ زرتشت۔ گوتم بدھ۔ اور حضرت کرشن علیہم السلام اور دوسرے نبیوں سے اور سب سے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیئے۔ سید المرسلین خاتم النبیینؐ کے اتباع اور خدام میں سے ایک شخص کو دنیا کے ہزار ہفتم میں ایک عظیم الشان نبی اور رسول بنا کر بھیجا اور اُس نے عظیم الشان واقعات کے متعلق پیش از وقت خبر دیکر دنیا کو خدا کا چہرہ دکھا دیا۔ اور ہم نے اُس کے ذریعہ یہ علم حاصل کیا کہ نبی اور رسول کیسے ہوتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کس طرح اُن سے ہمکلام ہوتا ہے۔ خدا کے اس برگزیدہ نے خدا سے علم پا کر سینکڑوں واقعات کی نسبت قبل از وقت خبر دی اور عجیب تر بات یہ ہے کہ جن پیشگوئیوں کو اُس نے قبل از وقت تمام دنیا کی اطلاع کے لیئے عام طور پر شائع کیا وہ ایسے واقعات کی نسبت تھیں جن سے دنیا میں ایک تہلکہ برپا ہونیوالا تھا۔ باوجود دنیا

کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھنے والے واقعات تھے۔ مثلاً لارڈ کرزن کے زمانہ میں بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک مشرقی بنگال اور آسام۔ دوسرے مغربی بنگال۔ اسپر بنگالیوں نے بہت شور مچایا اور پورا زور لگایا کہ یہ تقسیم منسوخ ہو جاوے مگر اُن کی ایک نہ سُنی گئی۔ ہندوستان میں لارڈ کرن نے اور لارڈ کرزن کے بعد لارڈ منٹو نے اُنکو صاف جواب دیا کہ یہ معاملہ قطعی طور پر فیصل ہو چکا ہے یہ اب بدل نہیں سکتا۔ ولایت میں پارلیمنٹ کے اندر وزراء نے کھلے الفاظ میں سُنا دیا کہ تقسیم بنگال ایک قطعی فیصلہ ہے جسمیں اب کسی قسم کی تبدیلی ہرگز ممکن نہیں۔ آخر بنگالی بالکل مایوس ہو گئے اور ہرگز کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی کہ اس فیصلہ میں کچھ تغیر تبدل کیا جاوے۔ مگر خدا کا الہام خبر دیتا تھا کہ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اُنکی دلجوئی ہوگی۔ ۱۱۔ فروری ۱۹۰۶ء کو یہ خدا کا کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا اور اگرچہ بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی کہ بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم پہلے جاری کیا گیا ہے اُسمیں کوئی ایسی تبدیلی کیجاوے جس سے بنگالیوں کی دلجوئی ہو لیکن خدائے تعالیٰ قادر ہے وہ عدم سے اسباب پیدا کر کے اپنی بات کو پورا کر سکتا ہے۔ اب تک کوئی انگلستان کا بادشاہ ہندوستان میں نہیں آیا تھا مگر چونکہ خدائے تعالیٰ کی بات پوری ہونی تھی۔ ملک معظم جارج پنجم زاد اقبالہ کے دل میں خدائے تعالیٰ نے خلاف دستور سابق بالکل غیر معمولی طور پر یہ تحریک ڈالی کہ بذاتِ خود وہ اپنی تاجپوشی کا جشن ہندوستان کے قدیم پایہ تخت دہلی میں منائیں چنانچہ اس جشن کے لیئے ۱۲۔ دسمبر ۱۹۱۱ء کا دن مقرر ہوا اور ملک معظم خود ہندوستان میں تشریف لائے اور اُنہوں نے اپنے وزراء اور وائسرائے ہند کے مشورہ کے ساتھ جو جو انعام اہل ہند کو اس مبارک جشن کے موقع پر عطا فرمائے اُنمیں ایک انعام بنگالیوں کے لیئے یہ تھا کہ اُنہوں نے تخت شاہی سے ۱۲۔ دسمبر ۱۹۱۱ء کے تاریخی دن کو لاکھوں انسانوں کے سامنے یہ اعلان کیا کہ پہلے بنگال کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا اُسمیں یہ ترمیم کیجاتی ہے کہ مشرقی اور مغربی بنگال کو ایک صوبہ بنایا جاتا ہے اور مشرقی بنگال سے آسام علیحدہ کر کے الگ صوبہ بنایا جاتا ہے اور بہار اور اڑیسہ اور چھوٹا ناگپور کو الگ ایک صوبہ قرار دیا جاتا ہے اور اسی پر بس نہ فرمائی بلکہ بنگالیوں کی مزید دلجوئی اس طرح پر کی کہ آئندہ بنگال بجائے لفٹننٹ گورنر کے گورنر کے ماتحت ہوگا۔ اور اس طرح پر اس صوبہ کی حیثیت کو بڑھا دیا پس

اس طرح غیر معمولی طور پر تمام دنیا کی توقع کے برخلاف خدائے تعالیٰ کا کلام قریباً چھ سال بعد پورا ہُوا۔ خدائے تعالیٰ کیسی قدرتوں والا ہے۔ کس طرح اپنی بات کو دنیا کے ایک بڑے بادشاہ کے ہاتھ سے ایک عظیم الشان تاریخی جشن کے موقعہ پر پورا کر دیا اور اس طرح اپنے فرستادہ کے صدق پر دنیا کے سب سے بڑے بادشاہ کی زبان سے گواہی دلوائی۔

اسی طرح ۱۵۔جون ۱۹۰۶ء کو خدائے تعالیٰ کا مندرجہ ذیل کلام حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہُوا تزلزل در ایوان کسرےٰ فتاد۔ یعنی شاہ ایران کے ایوان میں ایک زلزلہ پڑیگا الٰہی چنانچہ شاہ ایران کے ایوان میں ایسا زلزلہ پڑا کہ شاہ بکلاہ کو اپنی سلطنت سے بھاگ کر غیر ملک میں پناہ لینی پڑی اور اب تک اس ملک میں امن قائم نہیں ہُوا۔

پھر ۴۔جنوری ۱۹۰۴ء کو حضرت مسیح موعودؑ پر مندرجہ ذیل وحی نازل ہوئی غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ یعنی سلطنت روم کو قریب کی زمین میں شکست ملی مگر وہ شکست کھانے کے بعد پھر فتح حاصل کرینگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا اور سلطنت روم کو پہلے تھریس کی زمین میں جو سلطنت روم کے دارالخلافہ کے قریب ہونے کی وجہ سے ادنی الارض کا مصداق ہے ترکوں کو بلگیریا کے ہاتھ جو سلطنت روم کے مقابل میں بالکل ایک چھوٹی سی ریاست ہے خلاف اُمید قابل افسوس شکست ملی اور جب آخر ایڈریانوپل کا مضبوط قلعہ بھی جو کُل سلطنت روم میں قسطنطنیہ کے بعد سب سے مشہور اور بڑا شہر تھا بلگیریا والوں نے لے لیا تو ترکوں کی خجالت آخر حد تک پہنچ گئی۔ اس طرح خلاف توقع خدائے تعالیٰ کا کلام کہ غلبت الروم فی ادنی الارض لفظ بلفظ پورا ہُوا۔ اُسوقت کل دنیا بول اُٹھی کہ اب ترک یورپ سے ہمیشہ کے لئے نکالے گئے ہیں۔ اب خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ترک پھر یورپ میں قدم نہیں رکھ سکتے مگر ابھی خدا کے کلام کا ایک حصہ باقی تھا اور اُس نے ابھی پورا ہونا تھا اور وہ حصہ یہ تھا وَھُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ یعنی شکست کھانے کے بعد وہ پھر فتح پائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا اور اگرچہ کُل دنیا بول اُٹھی تھی کہ اب ترک ہمیشہ کے لئے یورپ سے خارج کر دیئے گئے ہیں مگر خدا کا کلام پورا ہونے سے کس طرح رک سکتا تھا۔ خدائے تعالیٰ نے غیب سے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ بلگیریا پر انہی ریاستوں نے حملہ کر دیا جو پہلے ترکوں

حملہ کرنے میں اُسکے ساتھ شریک تھیں بلکہ ایک اور ریاست یعنی رومانیا نے بھی خواہ مخواہ بلگیریا پر حملہ کر دیا۔ اور بلگیریا کی ریاست سب طرف سے گھر گئی اور اُسکی حالت نازک ہو گئی اور ترکوں کے لیئے خدائے تعالیٰ نے میدان خالی کر دیا اور اگرچہ اب ترکوں میں جنگ کی تاب باقی نہ رہی تھی مگر چونکہ خدائے تعالیٰ نے اپنی بات کو پورا کرکے اپنی ہستی اور اپنے فرستادہ کی راستبازی کا ثبوت دنیا کو دینا تھا اسلیئے بغیر اسکے کہ ترکوں کو کوئی سخت لڑائی کرنی پڑے ایڈریانوپل کو انہوں نے فتح کر لیا اور اسی طرح اور مقامات کو بھی فتح کر لیا۔ اس طرح دنیا کی امیدوں کے برخلاف الہام کا دوسرا حصہ بھی پہلے حصہ کے پورا ہونے کے بعد بہت جلدی پورا ہو گیا اور تُرک مغلوب ہونے کے بعد اپنے اُن دشمنوں پر جنہوں نے ادنی الارض یعنی تھریس میں اُنکو شکست دی تھی پھر غالب آ گئے۔ اب ایک اور الہام سلطنت روم کے متعلق باقی ہے دیکھیئے وہ کب اور کس طرح پورا ہو۔ وہ الہام یہ ہے وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيُغْلَبُوْنَ یعنی وہ غالب ہونے کے بعد پھر مغلوب ہونگے۔ یہ الہام ۲۔ جنوری ۱۹۰۶ء کو ہُوا۔

پھر اُسوقت جبکہ روس اور جاپان میں ابھی جنگ شروع ہی ہوئی تھی حضرت مسیح موعودؑ پر خدائے تعالیٰ کا کلام اسطرح پر نازل ہُوا۔ **ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت۔** اس الہام سے یہ پتہ چلتا تھا کہ روس و جاپان کی جنگ میں فتح جاپان کو ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا اور اس فتح کے بعد جاپان بھی دنیا کی طاقتوں میں شمار ہونے لگا۔ اس سے پہلے مشرق میں کوئی ایسی سلطنت نہ تھی جو طاقت کہلائے۔ اس الہام کے بعد جاپان کو یہ لقب حاصل ہُوا مگر اس الہام میں ایک اور واقعہ کی بھی خبر دیگئی تھی اور وہ تھا کوریا کی نازک حالت اور اس نازک حالت کا تعلق مشرقی طاقت کے ساتھ تھا۔ چنانچہ یہ الہام بھی بعد میں لفظ بلفظ ایسا پورا ہُوا کہ کوریا کا نام بھی دنیا سے مٹ گیا۔ کوریا بحیثیت ایک مستقل ریاست کے نابود ہو گئی اور یہ انعدام اُسی مشرقی طاقت کے ذریعہ وقوع میں آیا جس نے کوریا کو اپنے اندر لے لیا۔ اور کوریا نے اپنے مستقل تخت کے ساتھ اپنا نام بھی کھو دیا اور شاہ کوریا شاہ ایران کی طرح اپنے تخت سے جُدا کیا گیا۔

ایسے ہی اور بہت سے نشانات ہیں جو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود و کرشن اوتار اور مہتیر ابدھ کی صداقت کے لیئے ظاہر ہوئے مگر اُن سب کے ذکر کی اسجگہ گنجایش نہیں اسجگہ جس نشان

کی طرف میں ناظرین کی توجہ پھیرنا چاہتا ہوں وہ وُہ نشان ہے جسکی خبر ۱۵- جنوری ۱۹۱۵ء کی شہر روما کی تاروں نے دنیا کے تمام اطراف میں پھیلا دی ہے ریویو آف ریلیجنز بابت جنوری ۱۹۱۵ء میں مختصر ذکر اس نشان کا کیا گیا تھا مگر یہ عظیم الشان نشان ہے مناسب ہے کہ اس کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کیا جاوے۔ یہ نشان اٹلی کے ہولناک زلزلہ کے ذریعہ پورا ہؤا۔ دنیا میں بہت سے زلزلے آئے اور اس زمانہ میں بھی ایسے خطرناک زلزلے آئے کہ دنیا کی تاریخ میں اُن کی نظیر نہیں ملتی اور ایسی کثرت سے آئے کہ اس کثرت سے جہاں تک تاریخ گواہی دیتی ہے پہلے کبھی دنیا میں نہیں آئے مگر جو زلزلہ ماہ جنوری میں اٹلی میں آیا یہ سب پہلے زلزلوں سے اپنی شدّت اور تیزی اور تباہی میں بڑھ گیا۔ اور قیامت کا خوفناک نظارہ دنیا کی آنکھوں کے آگے پیش کر دیا

۲۰- دسمبر ۱۹۰۸ء کو بھی ایک شدید زلزلہ ملک اٹلی میں آیا تھا جس نے آن کی آن میں شہر مسینا اور ریجیو ڈی کیلیبریا خاک میں ملا دیا۔ وہ زلزلہ بھی درحقیقت قیامت کا نمونہ تھا چنانچہ اسکے متعلق بھی دنیا بول اُٹھی تھی کہ ایسا سخت زلزلہ دنیا میں پہلے کبھی نہیں آیا بلکہ اخبار پائونیر کے ایڈیٹر نے تو یہ بھی کہدیا کہ جیسا گذشتہ زمانہ میں ایسا سخت زلزلہ کبھی واقع نہیں ہوا ایسا ہی اُمید ہے کہ ایسا شدید زلزلہ آیندہ بھی کبھی واقع نہیں ہوگا۔ مگر ایڈیٹر موصوف کو خدائے تعالیٰ کے اُس قانون کا علم نہ تھا جس کا ذکر قرآن شریف کی اس آیۂ کریمہ میں ہے وما نریھم من اٰیۃ الا ھی اکبر من اختھا واخذنٰھم بالعذاب لعلھم یرجعون (سورہ زخرف - آیت ۴۸) (ترجمہ) اور ہم انکو کوئی نشان (عذاب کا) نہیں دکھلاتے مگر وہ اپنے ہم جنس (عذاب) سے (جو پہلے آچکا ہوتا ہے) بڑا ہوتا ہے۔ پائونیر نے تو مسینا کے خطرناک زلزلہ کی تباہی اور شدّت کو دیکھکر یہ رائے ظاہر کی کہ امید نہیں ایسا سخت زلزلہ پھر کبھی دنیا میں آوے مگر ابھی اُس پہلے زلزلہ کو ابھی چھ سال ہی گذرے تھے کہ اُسی ملک اٹلی میں خدا نے ایک ایسا زلزلہ بھیجا جسکے مقابل میں مسینا والا خطرناک زلزلہ بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ وکٹر عمانیول شاہ اٹلی جس نے اپنے زمانہ کے تمام زلزلے دیکھے ہیں بیان کرتا ہے کہ "موجودہ زلزلہ پہلے تمام زلزلوں سے بڑھکر ہے۔ مسینا کا زلزلہ بھی اس سے نیچے ہے۔ کیونکہ مسینا کے زلزلہ میں ۳۰ فیصدی آدمی زندہ رہے تھے لیکن موجودہ زلزلہ میں (شہر آیویزینو میں)

صرف ۳ فیصدی آدمی بچے ہیں۔ ایسا سخت زلزلہ پہلے دنیا میں کبھی نہیں آیا۔" لیکن بعد کی تاروں سے ثابت ہوتا ہے کہ ۳ فیصدی کا اندازہ بھی کم ہے۔ کیونکہ بعد کی تار جو روما سے آئی ہے اُسمیں لکھا ہے "اب یقین کیا جاتا ہے کہ شہر آویزینو کی ۸ ہزار کی آبادی میں سے صرف ایک سو آدمی زندہ بچے ہیں۔" اس حساب سے ۳ فیصدی نہیں بلکہ صرف قریباً ایک فیصدی آدمی بچے ہیں۔ اور یہ سو آدمی جو اس زلزلہ کے بعد زندہ بچے ہیں اُنکی حالت بھی وہی ہے جس کا نقشہ قرآن شریف کی اس آیت کریمہ میں جو زلزلۃ الساعۃ کے بارے میں ہے کھینچا گیا ہے۔

وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ

(سورہ حج۔ آیت ۲) یعنی اُن لوگوں کو جنپر وہ قیامت کا زلزلہ آئے گا تو مدہوش دیکھے گا مگر وہ مدہوش نہیں ہونگے اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے۔ (اور اس عذاب کی وجہ سے وہ لوگ مدہوش نظر آئیں گے) ان سو باقی ماندگان کی نسبت ۱۵ جنوری کی ایک تار میں بتایا گیا ہے کہ "کل یہ باقی ماندگان شہر کے تین بڑے چوکوں میں آگ کے گرد بیٹھے ہوئے دیکھے گئے اور وہ رات کو بھی اُسی جگہ رہتے ہیں۔ انکو دیکھکر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بالکل حواس باختہ ہیں اور جو لوگ مکانوں کے نیچے دب گئے ہیں اُنکی وہ کسی طرح کی مدد کرنے کے قابل نہیں"۔ ایک اور تار میں بیان کیا گیا ہے کہ اُنکی ہوش ایسی اُڑی ہوئی تھی کہ وہ بات بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس زلزلہ کی شدت کے متعلق جن لوگوں نے شہر اویزینو کی تباہی کو جا کر دیکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ "جو تباہی اس زلزلہ کے ذریعہ واقع ہوئی ہے وہ ایسی سخت ہے کہ اُس کے مقابل میں وہ خوفناک زلزلہ بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتا جس نے چند سال ہوئے شہر مسینا کو خاک میں ملا دیا تھا۔ شہر کی حالت اسوقت بالکل ایک بڑے وسیع قبرستان کی سی ہے۔ بدھ کو ایک کالج کے کھنڈرات کے نیچے سے نوجوان لڑکیوں کی آوازیں سنائی دیں جو چیخ چیخ کر یہ کہہ رہی تھیں کہ "ہم ۱۴۰ لڑکیاں ابھی تک زندہ ہیں۔ بہت جلدی ہماری مدد کرو۔" سپاہی ان لڑکیوں کے نکالنے کیلئے ہمہ تن مصروف ہیں۔ لیکن اب کھنڈرات کے نیچے سے لڑکیوں کی آواز آنی بند ہو گئی ہے...... اس تباہ شدہ شہر کے تمام اطراف سے دبے ہوئے آدمیوں کی آہیں اور چیخیں سنائی دیتی ہیں۔" اور صرف یہی ایک شہر نہیں

جو زلزلہ کے دھکّہ سے مٹی کا ایک ڈھیر بن گیا ہے بلکہ اس زلزلہ کی مار بہت دُور تک پہنچی ہے۔ روما سے آئی ہوئی ۱۵- جنوری کی ایک تار میں بیان کیا گیا ہے کہ "بُدھ (۱۳- جنوری ۱۹۱۵ء) کی صبح کو جو زلزلہ آیا اُسکی نسبت اب معلوم ہُوا ہے کہ جسقدر پہلے خیال تھا اس سے بہت زیادہ رقبہ پر یہ زلزلہ آیا ہے- آسٹریا اور سوٹزرلینڈ کی سرحد سے لیکر اٹلی کے جنوب تک جسقدر شہر اور دیہات ہیں سب نے اس زلزلہ سے جنبش کھائی ہے اس زلزلہ کا مرکز جھیل فیوسی نو تھی جو شہر روما دارالخلافہ اٹلی سے ۴۰ میل مشرق کی طرف واقع ہے اور شہر اویزینو کے قریب ہے- اس جھیل کے گردونواح میں ۱۸ قصبے تو بالکل زمین کے ساتھ پیوست ہو گئے ہیں اور انکے علاوہ ۲۰ قصبات شکستہ ہو گئے ہیں- صرف ایک ابروزی کے صوبہ میں ۳۰ ہزار جانیں ہلاک ہوئی ہیں۔ اس زلزلہ کی شدت کا اندازہ کسی قدر اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ جسوقت یہ زلزلہ آیا اُسوقت ایک گاڑی بان سڑک پر جا رہا تھا- اُس سے پچاس گز کے فاصلہ پر ایک مکان ۳۰ فٹ اونچا کھڑا تھا- زلزلہ کا دھکہ ایسی خوفناک تیزی سے آیا کہ وہ مکان اپنی بنیاد سے اکھڑ کر اُسکے سر پر آگرا اور وہ گاڑی بان بمع اپنی گاڑی اور گھوڑے کے اس مکان کے نیچے مدفون ہو گیا- شہر اویزینو کی نسبت تو بیان کیا گیا ہے کہ وہ آٹے کی طرح پس گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسکو کسی مشین میں ڈالکر پیسا گیا ہے- شہر سلورا کے قبرستان میں اس زلزلہ کی وجہ سے زمین کئی جگہ سے شق ہو گئی ہے اور بڑے بڑے گڑھے پڑ گئے ہیں اور زمین کے اندر سے ابلتا ہوا پانی بڑے زور کے ساتھ فوّاروں کی طرح پھوٹ کر نکلا ہے- زلزلہ کے بعد کھنڈرات میں کئی مقامات پر آگ لگ گئی جس سے مصیبت اور بھی بڑھ گئی"

دیکھو کیا یہ زلزلہ واقعی ایک قیامت کا نمونہ نہ تھا- اُس تباہی پر غور کرو جو اس زلزلہ کے ذریعہ سے واقع ہوئی- کس طرح کئی شہر اس ہولناک زلزلہ کے ذریعہ سے خاک میں مل گئے- ایک آن کی آن میں ہزاروں انسان ہلاک ہو گئے- وہ شہر جو ۱۳ جنوری کی صبح کو بڑے پُر رونق اور آباد تھے- کس طرح آنکھ کی ایک جھپک میں مٹی کا ڈھیر ہو گئے- وہ لوگ جو بدھ کی صبح کو خوشی خوشی اپنے کاروبار میں مصروف ہوئے تھے وہ ایک طرفۃ العین میں کھنڈرات کے ڈھیروں کے نیچے مدفون ہو گئے- انکو خدا کے عذاب نے پکڑا اور فاصبحوا فی دیارھم جثمین ۝ کان لم یغنوا فیہا ۝ انکے گھر اُن کے

لیئے قبریں بن گئے اور وہ انہی گھروں میں مدفون ہو گئے اور دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہاں پہلے کوئی انسان آباد ہی نہ تھا۔ مگر کیا اس آفت ناگہانی کی خبر خدا نے پہلے سے دی رکھی تھی۔ کیا خدائے تعالیٰ نہیں فرماتا۔ وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا۔ بیشک دنیا پر آج طرح طرح کے عذاب آرہے ہیں۔ ہولناک زلزلے دنیا کو تہ و بالا کر رہے ہیں۔ ایک عالمگیر زلزلہ ہولناک جنگ کی صورت میں نمودار ہوا ہے جس نے بڑی بڑی سلطنتوں کو جڑھوں تک ہلا دیا ہے۔ ہزاروں جانیں ہر روز آگ میں بھونی جارہی ہیں۔ جنگ کیا ہے۔ ایک جہنم ہے جو زمین پر کھولا گیا ہے۔ اُن لاکھوں انسانوں سے جو اس جنگ کی آگ میں پڑے ہوئے ہیں جاکر پوچھو کہ یہ جنگ کیسی خوفناک چیز ہے۔ نمونہ کے طور پر مَیں ایک تار کا ترجمہ یہاں نقل کرتا ہوں جو جناب وزیر ہند نے جناب وائسرائے ہند کو ۲۔ نومبر ۱۹۱۴ء کو بھیجا۔ اس تار میں شہر زی برگ کی گولہ باری کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ ”توپ خانوں کی آتش فشانی ایسی خطرناک تھی کہ ایک انسان یہ خیال کر سکتا تھا کہ دوزخ کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور وہ ہزار گڑھوں میں سے آگ برسا رہا ہے۔ زی برگ کھنڈرات کا ایک ڈھیر بن گیا ہے وہ جگہ کیا ہے ایک بوچڑ خانہ ہے۔ گھوڑوں کی لاشیں۔ انسانوں کے مردے جو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر بکھرے پڑے ہیں اور خون سے بھرے ہوئے گڑھے۔ یہ ایک خوفناک منظر ہے جسکو دیکھکر بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں“ یہ تو صرف ایک تھوڑا نمونہ ہے اُس خوفناک خونریزی کا جو ہر روز فرانس۔ بلجیم۔ روس۔ آسٹریا اور دوسرے علاقوں میں واقع ہو رہی ہے۔ کئی شہر گر کر ویران ہو گئے ہیں۔ بلجیم کی نسبت ایک شخص امریکہ کا رہنے والا جو اہل بلجیم کی امداد کے لیئے خوراک کا جہاز بھر کر لایا تھا بیان کرتا ہے ”بلجیم کی حالت ایسی دردناک ہے کہ الفاظ اسکو پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے۔ اس ملک کے ویران کھیت قبرستان بنے ہوئے ہیں۔ مینے شاذ و نادر ہی کسی مرد کی شکل کو دیکھا۔ عورتیں اور بچے نہایت خوفزدہ حالت میں اپنے گھروں کے کھنڈرات میں چھپے ہوئے تھے۔ بچے ایسے اداس تھے کہ کوئی اُنہیں سے ہنس نہیں سکتا تھا“ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلجیم پر وہ دن آیا جس کی نسبت لکھا ہے یوماً یجعل الولدان شیبا کہ اُس دن بچے بھی مصیبت کی وجہ سے ایسے ہو جائینگے جیسے بوڑھے ہوتے ہیں۔ نہیں وہ بچوں والی شگفتگی

نہ رہیگی۔ اور انکو ہنسی کھیل سب بھول جائیں گے۔ برٹش سوشلسٹ پارٹی کی کارکن کمیٹی نے حال ہی میں وزیر اعظم کے پاس ایک درخواست بھیجی ہے جس میں اُنہوں نے وزیر اعظم انگلستان کو بلجیم کی نازک حالت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "بلجیم میں لاکھوں آدمی فاقہ سے مر رہے ہیں اور حالت بڑی خطرناک ہے"۔ جس جس علاقہ میں جنگ شروع ہے وہاں قیامت کا نمونہ نظر آرہا ہے۔ خون کی ندیاں بہ رہی ہیں۔ شہر اور مکانات خوفناک گولہ باری سے مسمار ہو رہے ہیں۔ اسوقت تک بے شمار دیہات۔ قصبات اور شہر تباہ ہو چکے ہیں۔ زمین پر گولہ باری ہو رہی ہے۔ ہوا میں بھی جنگ کا سلسلہ شروع ہے۔ سمندر میں جہاز غرق ہو رہے ہیں اور جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ اور سب طرف موتا موتی لگ رہی ہے اور زمین کے کسی ایک حصہ تک یہ جنگ محدود نہیں بلکہ جیسا یورپ میں جنگ ہو رہی ہے۔ ایسا ہی ایشیا میں اور ایسا ہی افریقہ میں۔ اور دنیا کے ساری کناروں سے فوجوں سے لدے ہوئے جہاز جنگ میں شریک ہونیکے لئے جا رہے ہیں۔ اور دنیا میں کوئی ایسا حصہ نہیں جہاں اس جنگ کا اثر نہ پہنچا ہو۔ غرض یہ ایک عالمگیر عذاب ہے جو دنیا پر محیط ہو رہا ہے۔ بے شک اٹلی کا زلزلہ بھی ایک قیامت کا نمونہ تھا مگر وہ زلزلہ اس زلزلۂ عظیم کے مقابل میں جو جنگ کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ مگر خدائے تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ہم دنیا پر ایسا خطرناک عذاب نہیں بھیجتے جب تک ہم پہلے ایک رسول نہ بھیج لیں جیسا کہ فرمایا وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ پس یہ عالمگیر زلزلہ جس سے دیہات اور قصبات اور شہر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار سب جنبش کھا رہے ہیں اس بات کی ایک زبردست شہادت ہے کہ دنیا میں کوئی رسول اس سے پہلے آچکا ہے وہ رسول وہی ہے جس نے ان آفات اور مصایب اور اس زلزلۂ عظیمہ کی نہایت ہی کھلے الفاظ میں پیش از وقت خبر دیدی تھی اور اس خبر کو تمام بلاد میں قبل از وقت پہنچا دیا تھا۔ میں اس پیشگوئی کو دوبارہ اسجگہ نقل کرتا ہوں تا ناظرین کو معلوم ہو کہ وہ پیش از وقت بتائی ہوئی خبر کیسی سچی نکلی اور یہ کہ جس رسول نے اس عذاب عظیم سے قبل آنا تھا وہ یہی رسول تھا جس نے اس عالمگیر عذاب کی قبل از وقت خبر دی اور اس پیشگوئی کے علاوہ سینکڑوں پیشگوئیاں اسکی سچی نکلیں جن میں چند ایک بطور مشتے نمونہ از خروارے میں اوپر درج کر چکا ہوں۔ اب میں ذیل میں اُسکی وہ

پیشگوئیاں درج کرتا ہوں جو ان زلازل اور اس آفت عظیمہ کے ذریعہ جو اس عالمگیر جنگ کی شکل میں دنیا پر نازل ہوئی ہے پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں (یہ پیشگوئی اکتوبر ۱۹۰۶ء کے انگریزی ریویو میں بھی نقل ہو چکی ہے)

"خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئینگے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئینگے اور بعض انمیں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اسقدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اسقدر تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا انمیں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائینگی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں انکا پتہ نہیں ملیگا۔ تب انسان میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائینگے اور بہتیرے ہلاک ہو جائینگے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانیوالی آفتیں ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لیئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدّت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا۔ اور توبہ کرنیوالے امان پائینگے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں انپر رحم کیا جائیگا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے۔ یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے۔ مَیں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا۔ اور اُسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کیئے گئے اور وہ چپ رہا۔

مگر اب ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا۔ جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ دن دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶-۲۵۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پیشگوئی نظم میں بھی کی ہے جو ناظرین کے فائدہ کے لئے ذیل میں نقل کیجاتی ہے:۔

اِک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد ∴ جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر اور مرغزار
آئیگا قہرِ خدا سے خلق پر اِک انقلاب ∴ اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یک بیک اِک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے ∴ کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اِک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر ∴ نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رود بار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن ∴ صبح کر دیگی اُنہیں مثلِ درختانِ چنار
ہوش اُڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس ∴ بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی ∴ راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بیخود راہوار
خون سے مُردوں کے کوہستان کے آبِ رواں ∴ سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شرابِ انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس ∴ زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار
اِک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربّانی نشان ∴ آسماں حملے کرے گا کھینچکر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس ∴ اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دارومدار
وحیِ حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا ∴ کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار

مندرجہ بالا پیشگوئیوں کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ نے کئی الہامات اور کشوف شائع فرمائے جنکی صداقت ہم بچشم خود مشاہدہ کر رہے ہیں۔ مثلاً ۱۱ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو یہ وحی الٰہی نازل ہوئی کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں۔ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں

اگست ۱۹۰۶ء میں الہام ہوا۔ صحن میں ندیاں چلیں گی اور سخت زلزلے آئینگے۔ ۱۸۔ نومبر ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ ما وقفت موقفا اغیظ من ھذا۔ ان بطش ربك لشدید۔ یعنی جیسا غضب الٰہی اس زمانہ میں ظاہر ہونیوالا ہے اس سے بڑھکر اللہ تعالیٰ نے کبھی غضب ظاہر نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے۔ ۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا۔ زلزلة الساعة قوانفسکم ان اللّٰہ مع الابرار۔ یعنی زمین پر ایک ایسا زلزلہ آنیوالا ہے جسکو قیامت کا زلزلہ کہہ سکتے ہیں۔ اپنے آپ کو نیکی اختیار کرکے اس سے بچالو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ ۹ و ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو یہ الہام ہوئے لك نری آیات و نھدم مایعمرون۔ قل عندی شھادة من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون۔ یعنی ہم تیرے لیے کئی نشانات دکھائینگے اور زلزلوں کے ذریعہ ہم عمارتوں کو گرائینگے۔ تو لوگوں کو کہہ کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک شہادت ہے۔ پس کیا تم ایمان لاؤ گے؟ ۱۵۔ فروری ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا۔ زندگیوں کا خاتمہ۔ شب مابین ۲۶ و ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو آپنے دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح شور قیامت برپا ہے اور آپ کی زبان پر اُسوقت یہ الہام الٰہی جاری تھا۔ موتا موتی لگ رہی ہے۔ ۳۔ فروری ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ اُٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔ ۱۴۔ مارچ ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار یعنی زلزلہ کا نشان پانچ مرتبہ ظاہر ہوگا۔ ۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ خدا نکلنے کو ہے۔ یعنی خدا ان پانچ زلزلوں کے لانے سے اپنا چہرہ ظاہر کرے گا اور اپنے وجود کو دکھلاویگا۔ ۱۳۔ مارچ ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی۔ ریاست کابل میں قریب بچاسی ہزار کے آدمی مرینگے واستوت علی الجودی۔ ۲۴۔ مارچ ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ لاکھوں انسانوں کو تہ و بالا کروں گا۔ ابتدائے مئی ۱۹۰۶ء میں الہام ہوا۔ زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی۔ ۱۲۔ مئی ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ اسکا نتیجہ سخت طاعون ہے جو ملک میں پھیلے گی۔ ویل یومئذ للمکذبین۔ کئی نشان ظاہر ہونگے۔ کئی بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہو جائینگے۔ وہ دنیا کو چھوڑ جائینگے۔ ان شہروں کو دیکھکر رونا آئیگا۔ وہ قیامت کے دن ہونگے۔ زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی۔ ایک ہولناک نشان۔ ۱۸۔ جنوری ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔ یہ پیشگوئی کی آخری حد ہے۔ وہ وعدہ ٹلے گا نہیں جلتا گ۔۔۔

خون کی ندیاں چاروں طرف سے بہ نہ جائیں - ۹- اپریل ۱۹۰۶ء کو الہام ہُوا۔
الامراض تشاع و النفوس تضاع یعنی بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہونگی۔

مَیں نے اوپر حضرت مسیح موعود کی بعض پیشگوئیاں اور الہامات درج کیے ہیں۔ ان پیشگوئیوں میں سے خطرناک دنوں کی خبر دیگئی ہے۔ خطرناک زلزلوں کی خبر دی گئی ہے جو قیامت کا نمونہ ہونگے۔ خون کی ندیاں بہنے کی خبر دی گئی ہے۔ زمین پر ایک عالمگیر مصیبت کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ ایسے حادثات کی خبر دیگئی ہے جو قیامت کا نمونہ ہونگے۔ تمام اطراف میں موتا موتی کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور پھر خبر دی گئی کہ یہ زلزلے جو قیامت کا نمونہ ہونگے اور یہ مصایب جو دنیا پر آنیوالے ہیں جنکو دیکھکر ہر ایک عقلمند انکے غیر معمولی ہونے کا قائل ہوگا دور نہیں ہیں بلکہ بہت قریب ہیں۔ آپنے خبر دی کہ ایک ایسی مصیبت دنیا پر آنیوالی ہے جسمیں میں شہروں کو گرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ پہاڑیوں اور پہاڑیوں کے نالوں کو انسانوں کے خون سے سُرخ دیکھتا ہوں۔ ملکوں کو ویران ہوتا ہُوا پاتا ہوں۔ کئی شہر اس طرح تباہ ہونگے کہ گویا وہاں پہلے کوئی شخص آباد نہ تھا۔ دوستو! تم یہ سارا نظارہ آج اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہو۔ چاروں طرف خون کی ندیاں چلائی جارہی ہیں۔ شہر زلزلوں سے اور توپ کے گولوں سے مسمار ہو رہے ہیں اور دنیا پر ایک ایسی مصیبت واقع ہو رہی ہے جسکی نسبت ہر ایک عقلمند آدمی بول اُٹھا ہے کہ یہ بالکل غیر معمولی مصایب ہیں جو دنیا پر نازل ہو رہے ہیں۔ مسیح موعودؑ نے بتایا کہ دنیا پر ایک ایسی تباہی آنیوالی ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسی تباہی پہلے کبھی نہیں آئی اور پھر یہ بھی بتادیا کہ وہ دن قریب ہیں۔ پس ایسا ہی ہُوا جس طرح اُس نے قبل از وقت خبر دی تھی۔ پھر اُس نے کہا تھا کہ زلزلے بھی آئینگے جو قیامت کا نمونہ ہوں گے اور تم نے دیکھ لیا کہ ایسے زلزلے آئے جو واقعی قیامت کا نمونہ تھے۔ اور پھر اُس نے کہا تھا کہ زلزلوں کے علاوہ طرح طرح کے رنگوں میں مصیبتیں آئیں گی جو قیامت کا نمونہ ہونگی۔ اور تم نے بچشم خود مشاہدہ کرلیا۔ کہ ایسا ہی ہُوا۔ اور کئی باتیں حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں ایسی بھی ہیں جو وقوع ہونیوالی ہیں۔ اور مَیں نے اُنہیں سے بعض کو اوپر درج کردیا ہے تا جب وہ پوری ہوں تو تم اُنکو دیکھکر مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایمان لاؤ۔ پھر دیکھو حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام یہ تھا۔ کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں۔ دیکھو یہ نظارہ بھی تم نے بچشم خود دیکھ لیا اور یہ نظارہ بھی ایک ایسا ہی ہوا۔

نظارہ ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا گیا۔ دیکھو آسٹریلیا سے کشتیاں مغرب کو جارہی ہیں اور وہ تجارت کا مال نہیں بلکہ جنگجو بہادروں اور سپاہیوں کو اُٹھائے لے جارہی ہیں تا وہ بہادر برطانیہ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کریں۔ پھر ہندوستان سے فوجوں سے لدے ہوئے جہاز مغرب کی طرف جاتے ہیں تا کہ کشتیاں ہوں۔ پھر امریکہ سے جہاز فوجوں کو اُٹھا کر یورپ کو جارہے ہے۔ شمالی افریقہ سے فوجیں جہازوں میں بیٹھ کر فرانس اور بلجیم میں جنگ کرنے کے لئے جاتی ہیں ہندوستان سے افریقہ کو فوجیں جاتی ہیں اور آسٹریلیا اور نیوزیلینڈ سے مصر اور یورپ کو جہاز فوجوں کو اُٹھا کر لیجارہے ہیں اور یہ سب اسلیئے **تا ہوں کشتیاں**۔ کیا تم نے یا تمھارے آباؤاجداد نے ایسا نظارہ پہلے دیکھا تھا؟ مگر خدا کے مسیحؑ نے کئی سال پہلے اس عجیب نظارہ کی خبر دے دی تھی۔ پھر یہ الہام اس طرح بھی پورا ہو رہا ہے کہ سطح سمندر پر بحری لڑائیاں ہوتی ہیں اور کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ پیشگوئی کا ایک ایک لفظ پورا ہو رہا ہے۔ تم نے حضرت مسیح موعودؑ کی منظوم پیشگوئی میں یہ مصرع پڑھا ہے۔ اِک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار اس الہام سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس ہولناک نشان میں جو دنیا پر ظاہر ہونیوالا ہے بعض حادثات ایسے بھی ہوں گے کہ یکایک رات کے وقت آپڑینگے اور لوگوں کو یہ بھی فرصت نہ ملیگی کہ اپنی برہنگی کو ہی ڈھانپ سکیں۔ ایسے حادثات بھی اس عالمگیر زلزلہ کے اثنا میں واقع ہوئے۔ چنانچہ جہاز فارمی ڈیبل کا واقعہ پڑھو جسکے متعلق میں ریوٹر کے برقی پیغام ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(لنڈن۔ ۴۔ جنوری) ”پسمانڈکان فارمی ڈیبل کے بیانات سے پایا جاتا ہے کہ ..... جب دھماکہ ہوا تو اکثر آدمی سوئے ہوئے تھے۔ (لندن ۲۔ جنوری) بعض آدمی جو کشتیوں کے ذریعہ بچائے گئے وہ بالکل برہنہ تھے۔ اور تمام کپڑوں کے نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف اُٹھا رہے تھے۔ اُنمیں سے ایک نے نکالے جانیکے وقت کہا۔ ”ہماری حالت یہ ہے کہ برہنگی ہماری بردی ہے اور تیرنا ہمارا لباس ہے“۔

ایک اور الہام جو خصوصیت کے ساتھ قابل غور ہے اور جو اوپر نقل ہو چکا ہے وہ یہ ہے **موتا موتی لگ رہی ہے**۔ یہ الہام کیسی صفائی سے پورا ہو رہا ہے کس طرح ہر طرف موتا موتی کا نظارہ نظر آرہا ہے اگر کسی ملک میں جنگ کی وجہ سے موتا موتی کا سلسلہ خطرناک رنگ میں جاری ہے تو دوسرے ملک میں زلزلہ سے جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ اور اگر کسی جگہ جہاز غرق ہو رہے ہیں تو

دوسرے ملک میں زلزلہ سے جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ اور اگر کسی جگہ جہاز غرق ہو رہے ہیں تو دوسری جگہ طاعون سے الامراض تشاع و النفوس تضاع کے ماتحت جانیں تلف ہو رہی ہیں۔ اور یہ نظارہ نہایت ہی خطرناک رنگ میں شروع ہے اور آج سے نہیں بلکہ اس کا سلسلہ اُسی زمانہ سے شروع ہو گیا تھا جبکہ یہ الہام نازل ہُوا۔ اُسی وقت سے برابر زلازل کا سلسلہ جاری ہے اور لڑائیوں کا تو یہ حال ہے کہ جب ایک ملک میں جنگ ختم ہوتی ہے تو دوسرے ملک میں شروع ہو جاتی ہے سلسلہ ٹوٹنے میں نہیں آیا اور اب تو ایک عالمگیر جنگ شروع ہے۔ دوسری آفات اور حادثات جن سے موتا موتی لگ رہی ہے کا نظارہ نظر آتا ہے افسوسناک ہے۔ غرض حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات نہایت صراحت سے پورے ہو رہے ہیں اور خدائے تعالیٰ کا وہ کلام سچا ثابت ہو رہا ہے جسمیں وعدہ فرمایا گیا ہے ”دنیا میں ایک نذیر آیا✤ پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا“۔ یہ وہ زبردست نشانات ہیں جنکی نسبت الہام الٰہی میں فرمایا گیا کہ ”زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی“ میں اسجگہ اپنے ہموطن بھائیوں۔ مسلمانوں۔ ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے پیروؤں کو ایک خاص امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جن پیشگوئیوں کو میں اوپر نقل کر چکا ہوں اُنمیں چند ایسے کلمات بھی ہیں جنمیں اہل ہند کو خصوصیت کے ساتھ مخاطب کیا گیا ہے اور وہ کلمات یہ ہیں :-

”یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے۔ مَیں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے“

پھر آپ اُسی پیشگوئی میں تحریر فرماتے ہیں۔

”مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے“

بھائیو! یہ کیسے ڈرانیوالے اور چونکا دینے والے الفاظ ہیں۔ تم نے دیکھ لیا کس طرح اس نذیر کی باتیں پوری ہوتی ہیں۔ دیکھو ایسے وقت میں جبکہ اس ملک میں طاعون کا نام و نشان بھی نہ تھا اُس نے اس وبا کی خبر دی۔ پھر تم نے دیکھا کہ اُسکی یہ بات کس طرح پوری ہوئی۔ اب اُس نے پھر تم کو خطرناک دنوں کی خبر دی ہے۔ پس چاہیئے کہ ہم ڈر جائیں اور اُس تدبیر کو کام میں لائیں جو اُس نے

✤ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ یہ الہام اس طرح بھی نازل ہُوا۔ دنیا میں ایک نبی آیا الخ

آنیوالی آفات سے بچنے کے لیئے بتائی ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں "مگر خدا کا غضب دھیما ہے توبہ کرو تاتم پر رحم کیا جاوے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ" پھر اُسی پیشگوئی میں تحریر فرماتے ہیں "توبہ کرنیوالے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں انپر رحم کیا جائیگا" اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کرنیکی اور خدا کے مسیح پر سچا ایمان لانیکی توفیق بخشے آنیوالے سیلاب سے بچنے کا ایک ہی نسخہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک صرف زبان سے بلکہ سچے دل اور ایمان سے یہ کہے اللھم انی اھتدیت بھدیك وامنت بمسیحك اور اُسکے اعمال اس بات کی شہادت دیں کہ وہ اپنے اس قول میں سچا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

واللہ کہ ہمچو کشتیٔ نوحم ز کردگار
بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

پھر میں مسلمانوں کو کہتا ہوں کہ وہ اپنی کتابوں کو دیکھیں کیا اُنمیں زلازل کا کثرت سے آنا۔ طاعون کا پھوٹنا۔ جنگوں کا ہونا۔ قحط کا پڑنا مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے زمانہ کی علامات میں بیان نہیں کیا گیا۔ اسیطرح بائیبل میں مسیح موعودؑ کے زمانہ کی علامات میں یہ لکھا ہے کہ وہ بڑی مصیبتوں اور آفتوں کے دن ہونگے۔ چنانچہ مسیحؑ کی آمد ثانی کے زمانہ کے علامات میں لکھا ہے۔

"قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آویگی اور کال اور مری پڑیگی اور جگہ جگہ بھونچال آوینگے۔ یہ سب کچھ مصیبتوں کا شروع ہے" (متی باب ۲۴ ورس ۷ و ۸) پھر لکھا ہے:-

"اُسوقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے اب تک کبھی نہ ہوئی بلکہ نہ کبھی ہوگی اور اگر وے دن گھٹائے نہ جاتے تو ایک تن نجات نہ پاتا پر برگزیدوں کی خاطر وے دن گھٹائے جائینگے" (متی ۲۴: ۲۱ و ۲۲)

دانیال نبی ان دنوں کی نسبت لکھتا ہے "ایسی تکلیف کا وقت ہوگا جو اُمت کی ابتدا سے لیکے اُسوقت تک کبھی نہ ہوا تھا" (دانیال باب ۱۲ ورس ۱)

پس بھائیو! ان باتوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھکر عبرت پکڑو اور اُس مسیح پر ایمان لاؤ جس نے ان باتوں کی قبل از وقت تمھیں خبر دی کہ یہ دن آنیوالے ہیں۔

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے ؞ خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان۔ پنجاب

نوٹ:- یہ مضمون ریویو کے علاوہ بھی چھپوا گیا ہے۔ جو ٹکٹ بھیجکر تقسیم کرنے کے لیئے مفت منگوایا جاسکتا ہے ؞ (منیجر ریویو)

ولایت میں تبلیغ اسلام

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ چودھری فتح محمد صاحب کا کام تبلیغ اسلام کے متعلق ترقی پر ہے۔ اور اُنکے لیکچر اسلام پر لوگوں میں نیک اثر پیدا کر رہے ہیں۔ ۱۰۔ جنوری کو بروز اتوار شہر پورٹسمتھ میں اُنہوں نے لیکچر دیا جسمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاص طور پر کامیابی عطا کی۔ لیکچر کے بعد لوگوں نے چودھری صاحب پر سوالات کیئے جنکے انہوں نے قابل اطمینان جواب دیئے۔ لیکچر اور سوال و جواب کے اختتام پر تھیوسوفیکل سوسائٹی کے ممبروں نے اپنی سیکرٹری سے درخواست کی کہ چودھری صاحب کو ماہ فروری میں پھر لیکچر کے لیئے بلایا جائے چنانچہ اُس سوسائٹی کے سیکرٹری نے وہیں لیکچر ہال میں ہی اُنسے وعدہ لیا۔ اکثر ممبروں نے لیکچر کے بعد چودھری صاحب کے ساتھ ملاقات اور گفتگو کی اور سب یہی کہتے تھے کہ اسلام کے متعلق ہماری خیالات بالکل بدل گئے ہیں۔ اس سوسائٹی کے سیکرٹری نے چودھری صاحب سے وعدہ کیا ہے کہ جہانتک ہوسکا وہ تھیوسوفیکل سوسائٹیوں میں اُنکے لیکچروں کا انتظام کرنیکی کوشش کریگا۔ اور اس غرض کیلیئے اُس نے چودھری صاحب سے اُنکے لیکچروں کی فہرست بھی منگوائی ہے۔ اور اُس نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ اگر اسلام پر چھوٹی چھوٹی کتابیں ہوں تو وہ اُنہیں بیچ بھی سکتا ہے پورٹسمتھ (سوتھ سی) میں چودھری صاحب کی ایک لیڈی سے بھی ملاقات ہوئی جو کئی سال سے اسلام میں داخل ہے، اُسی شہر کے روزانہ اخبار میں چودھری صاحب کے لیکچر کی رپورٹ بھی چھپی ہے۔ لیکچر کا خلاصہ مضمون دینے کے بعد اڈیٹر اخبار مذکور لکھتا ہے کہ اگرچہ موسم اچھا نہیں تھا پھر بھی لیکچر ہال سامعین سے پُر تھا تمام لوگ لیکچر سے بہت محظوظ ہوئے اور لیکچر کے خاتمہ پر لیکچرار سے بہت سے سوالات پوچھے۔

مسٹر خالد شیلڈریک ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں "مسٹر سیال بہت اعلیٰ درجہ کا کام کر رہے ہیں وہ بہت نیک آدمی ہیں اور مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میں انکو اپنے بہترین دوستوں میں شمار کرتا ہوں۔ ایک نو مسلمہ لیڈی جسنے مسٹر سیال کو سوتھ سی میں لیکچر دیتے ہوئے سُنا اُنکی قابلیت کی بہت تعریف کرتی ہے اور کہتی ہے کہ جن لوگوں نے مسٹر سیال پر لیکچر کے بعد سوالات کیئے انکا انہوں نے نہایت ہی خوبی اور مضبوطی سے جواب دیا۔"

ضروری اعلان

دفتر میگزین سے مندرجہ ذیل نایاب کتب رعایتی قیمت پر مل سکتی ہیں۔ انہیں سے اکثر کتب دلچسپ

مضامین رکھتی ہیں اور اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی تصانیف ہیں۔ اور قابل قدر ہیں۔ اسلئے شائقین اس موقع سے فائدہ اُٹھاویں اور جلد درخواستیں بھیجیں۔ قیمت بہت تھوڑی لگائی ہے۔ بعض کتابوں کی قیمت میں تو حد درجہ تخفیف کی گئی ہے۔ اور اکثر کتابوں کا صرف ایک ایک ہی نسخہ ہے۔

(۱) السر المکتوم۔ فی اسباب تدوین العلوم مع رسالہ فن دانشمندی۔ تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مجدد و محدث دہلوی؛ اس کتاب میں علوم عربی۔ شرعی۔ حکمت۔ وغیرہ کی اصلی غرض بتائی ہے۔ ایک کالم عربی اور بالمقابل اُردو ترجمہ۔ صرف چار جلد موجود ہیں **قیمت ۱ر**

(۲) مکتوبات مع مناقب ابی عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری و فضیلت ابن تیمیہ؟۔ تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ بزبان فارسی۔ صرف چار جلد موجود ہیں۔ **قیمت ۱۰ر**

(۳) کشف الغین فی شرح الرباعتین۔ از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ بزبان فارسی تین جلد ہیں۔ **قیمت ۱ر**

(۴) وصیت نامہ مترجم مع، رسالہ دانشمندی اردو۔ تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ اس چھوٹی سی کتاب میں شاہ صاحب نے وہ ضروری باتیں لکھی ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان پر واجب و لازم ہے۔ بدون اسکے جاننے اور عمل کرنے کامل مسلمان نہیں ہوتا۔ ایک کالم فارسی اسکے مقابل اُردو زبان ہے۔ چھ جلدیں موجود ہیں۔ **قیمت ۱مر**

(۵) وصیت نامہ مشرح مع ترجمہ اُردو۔ مشرح از قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی۔ چار کاپیاں ہیں ۱۰ر

(۶) فیض عام۔ بزبان فارسی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے ایک مرید کے چند سوالات اور شاہ صاحب موصوف کے جوابات۔ صرف آٹھ جلدیں ہیں۔ ۱ر

(۷) تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء۔ تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ ایک کالم عربی اور ایک کالم اُردو۔ صرف تین کاپیاں ہیں **قیمت ۱۴ر**

(۸) مجموعہ تسعہ رسائل۔ یعنی حل معما۔ شرح چہل کاف۔ اثنا عشرہ جوابات سوالات مکتوب بجواب شاہ غلام علی صاحب۔ نذور بزرگان۔ رسالہ بیعت۔ حملۃ العرش۔ اذان نماز۔ فوائد نماز تصنیف شاہ رفیع الدین صاحب خلف شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ بزبان فارسی صرف سات کاپیاں ہیں۔ **قیمت ۲ر**

(۹) میزان العقاید مع حاشیہ عزیز الفرائد - تصنیف شاہ عبد العزیز صاحب - بزبان عربی - صرف چھ جلدیں ہیں - **قیمت ۱۰/**

(۱۰) فیصلہ وحدت الوجود و الشہود از شاہ ولی اللہ صاحب - ایک کالم عربی اور اس کے مقابل اُردو ترجمہ صرف دو کاپیاں ہیں - **قیمت ۱۰/**

(۱۱) الطاف القدس بترجم از شاہ ولی اللہ صاحب ایک کالم فارسی اور بالمقابل اردو ترجمہ صرف چار کاپیاں ہیں - **قیمت ۴/**

(۱۲) ارشاد رحیمیہ - در طریق حضرات نقشبندیہ مع رسالہ مبارکہ حضرت خواجہ باقی باللہ تصنیف حضرت شیخ عبد الرحیم صاحب محدث دہلوی والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب - بزبان عربی ترجمہ اردو صرف چھ کاپیاں ہیں - **قیمت ۱/**

(۱۳) ہوامع شرح حزب البحر - تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بزبان فارسی - صرف پانچ کاپیاں ہیں - **قیمت ۲/**

(۱۴) عزیز الاقتباس - فی فضائل اخیار الناس مصنفہ شاہ عبد العزیز صاحب - اسمیں وہ تمام حدیثیں جمع کی ہیں جو رسول کریم صلعم نے خلفائے اربعہ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل میں ارشاد فرمائی ہیں طالب علموں اور واعظوں کے لیئے مفید ہے - بزبان عربی - فارسی و اُردو صرف تین کاپیاں ہیں - **قیمت ۱۰/**

(۱۵) کشف الحاجۃ ترجمہ اُردو مالا بد منہ - اُردو زبان ۹۶ صفحہ صرف ایک ہی کاپی ہے - **قیمت ۱۰/**

(۱۶) جواہر خمسہ از حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری مع احسن الاعمال مجلد - اُردو زبان - ۱۶۴ صفحہ ایک ہی کاپی ہے - **قیمت ۴/**

(۱۷) معیار الالہام - آریوں کی کسوٹیوں کی جانچ پڑتال - مصنفہ مولوی ابو رحمت حسن صاحب بزبان اُردو دو کاپیاں ہیں - **قیمت ۱۰/**

(۱۸) ید بیضاء - بجواب رسالہ کالی چرن - مصنفہ مولوی ابو رحمت حسن صاحب **قیمت ۰/**

(۱۹) مباحثہ موضع کسیر - یہ مباحثہ آریوں سے ہوا - مرتبہ مولوی ابو رحمت حسن صاحب **قیمت ۰/**

(۲۰) بوستان مکمل ۳۳۲ صفحہ کی کتاب ہے - عمدہ خوشخط ایک ہی کاپی ہے **قیمت ۶/**

(۲۱) تفسیر سورۃ بروج منظوم۔ سلیس اُردو میں نظم۔ ۱۶۸ صفحہ کی صرف ایک ہی کتاب ہے قیمت ۴ر

(۲۲) تنبیہ الغافلین۔ سلیس اردو میں مسائل کی ۲۴۸ صفحہ کی صرف ایک ہی کاپی ہے قیمت ۶ر

(۲۳) انشائے خلیفہ مجلد۔ نثر و نظم بزبان فارسی ۵۶ صفحہ کی ایک ہی کتاب ہے۔ قیمت ۲ر

(۲۴) تذکرۃ القرآن مجلد۔ زبان اُردو۔ ۳۳۶ صفحہ کی ایک ہی کتاب ہے قیمت بجائے عہ کے ۱۲ر

(۲۵) ارشاد مرشد از تصنیف حضرت مولنا حاجی امداد اللہ تھانوی چشتی قادری

نقشبندی سہروردی۔ بزبان اُردو۔ ۱۶ صفحہ

فقرنامہ منظوم بزبان پنجابی ۳۲ صفحہ

اشتہار تاکید نماز ۸ صفحہ

تصفیۃ القلوب ترجمہ اُردو ضیاء القلوب مصنفہ حضرت امداد اللہ صاحب

تھانوی ایک کالم فارسی ایک اُردو۔ ۱۰۷ صفحہ

جواہر القرآن مترجم بزبان عربی ترجمہ اُردو عمدہ خوشخط ۱۲۰ صفحہ کی کتاب

یہ سب کتب ایک عمدہ مجموعہ بصورت جلد میں ہیں
اور سارا مجموعہ صرف ۱۰/ میں ملتا ہے۔

(۲۶) کفایہ منصوری و رسالہ چوب چینی مجلد فارسی زبان میں ۲۵۵ صفحہ طب کی ایک ہی کتاب ہے۔ قیمت صرف ۸ر

(۲۷) برفع الیدین فی الصلوٰۃ۔ زبان عربی ۳۲ صفحہ

البلاغ المبین فی اتباع خاتم النبیین حدیث کی ۶۵۸ صفحہ کی ایک ہی کتاب ہے۔ زبان عربی اور ترجمہ اور تشریح اردو میں مجلد مجموعہ ہے۔ عہ

(۲۸) تفسیر القرآن مرتبہ ایڈیٹر الحکم جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے درس قرآن مجید کے نوٹوں اور آپ کی پرانی تفسیر وغیرہ سے تیار کی۔ سورۃ فاتحہ سے لیکر پارہ سوم کے چھٹے رکوع تک ہے مجلد ہے قریباً ۳۵۰ صفحہ۔ بڑی تقطیع کے۔ قیمت بجائے ۱۲ر عہ کے صرف عہ ۴ر

(۲۹) تفسیر محمدی منزل ثانی بزبان پنجابی منظوم مصنفہ حافظ محمد لکھوکے ۳۰۴ صفحہ کی مجلد کتاب ہے ایک ہی کاپی ہے۔ قیمت صرف ۸ر

(۳۰) تفسیر محمدی منزل پنجم۔ ۲۷۶ صفحہ مجلد۔ ایک ہی کاپی ہے قیمت ۶ ۸

(۳۱) " " ساتویں۔ ۴۶۲ " " " ۱۰/

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۴ء

تعلیم

چندہ	عمومی فنڈ	گرانٹ	ارد منیات	صنعتی	فیس	متفرق	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان کل	عملہ مدرسین	عملہ بورڈنگ	ادویات	سائر	میزان خرچ	باقی
[illegible] ۴/-	[illegible] ۶/۱۰پ	[illegible] ۱۳/۵پ	[illegible] ۱۲/-	[illegible] ۱۳/-	[illegible] ۱۵/-	[illegible] ۰۱۱	[illegible] ۱۲/-	[illegible] ۰۱۵	[illegible] ۱۲/-	[illegible] ۰۹	[illegible] ۵/-	[illegible] ۷/-	[illegible]	[illegible] ۰۵	[illegible] ۶/-

یتامیٰ

چندہ	میزان کل	فاضل	اخراجات یتامیٰ	فاضل
[illegible] ۰۴/-	[illegible] ۲/۱۱پ	[illegible] ۸/۶پ	[illegible] ۱۴/-	[illegible] ۴/۸پ

مستقل فنڈ

مستقل فنڈ
[illegible] ۰۲/-

مدرسہ احمدیہ

چندہ	وظائف	میزان آمد	فاضل گذشتہ	فاضل	عملہ مدرسین	عملہ بورڈنگ	سامان	سائر	سامان درسی	میزان خرچ	فاضل
[illegible] ۱۵/-	[illegible]	[illegible] ۱۵/-	[illegible] ۸/۱۰پ	[illegible] ۹/۱۰پ	[illegible] ۰۱۵	[illegible] ۰۶/-	[illegible] ۱۰/-	[illegible] ۰۱۲	[illegible] ۰۸/-	[illegible] ۰۱۳	[illegible] ۶/۴پ

بیت المال

لنگر	جلسہ سالانہ	متفرق	میزان	فاضل گذشتہ	میزان کل	خرچ درویشان	وظائف	ایام حیات	متفرق بیوہ	میزان خرچ	فاضل
[illegible] ۰۲/-	[illegible] ۵/-	[illegible] ۸/-	[illegible] ۰۱۵	[illegible] ۱۵/۵پ	[illegible] ۱۵/۱۱پ	[illegible] ۳/۱۰پ	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۱۳/-	[illegible] ۷/-	[illegible] ۷/-

اشاعت اسلام

امانت	انگریزی	اردو	ترجمۃ القرآن	کتب دینیہ	تصنیف	متفرق	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان کل	عملہ	انگریزی	سائر	متفرق معاون	تبلیغ	میزان خرچ	باقی
[illegible] ۹/-	[illegible] ۲/-	[illegible] ۸/-	[illegible] ۸/-	[illegible] ۰۱۲	[illegible] ۸/-	[illegible] ۱۴/-	[illegible] ۰۱	[illegible] ۱۳/۸پ	[illegible] ۲/۲پ	[illegible] ۱/-	[illegible] ۱۰/-	[illegible] ۴/-	[illegible] ۸/-	[illegible] ۴/-	[illegible] ۱۱/-	[illegible] ۲/۵پ

زکوٰۃ

آمد	بقایا سابقہ	میزان کل	وظائف	متفرق	میزان خرچ	باقی
[illegible] ۰۷/-	[illegible] ۰۱۳	[illegible] ۵/-	[illegible] ۰۶/-	[illegible] ۰۴/-	[illegible] ۱۱/-	[illegible] ۱۰/-

مقبرہ

حصہ آمد	وصایا	مصلحات	نذر اول	ترکہ	متفرق	کرایہ دکان	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان کل	دفتر مقبرہ	مساجد	الوصیۃ کتب	انتظام مقبرہ	متفرق اخراجات	میزان خرچ	باقی
[illegible] ۱۵/-	[illegible] ۰۱۱	[illegible]	[illegible] ۸/-	[illegible] ۰۳	[illegible] ۰۶	[illegible] ۸/-	[illegible] ۵/-	[illegible] ۲/۷پ	[illegible] ۷/۱۰پ	[illegible] ۰۶	[illegible] ۰۸	[illegible]	[illegible] ۰۱۳	[illegible] ۱۱	[illegible] ۸/-	[illegible] ۱۵/۱۰پ

مساکین

چندہ	بقایا سابقہ	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان	خرچ	باقی
[illegible] ۹/-	[illegible]	[illegible] ۹/-	[illegible] ۹/۸پ	[illegible] ۲/۱پ	٠	[illegible] ۲/۱۱پ

تعمیر

آمد							خرچ		
[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

متفرقات

آمد						خرچ				
[illegible]	متفرق	میزان	[illegible]	فاضل	[illegible]	محاسب	ناظر	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈران ہائی

آمد					خرچ			
[illegible]	متفرق	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈران احمدیہ

آمد				خرچ			
[illegible]	[illegible]	میزان	بقایا سابقہ	میزان	خورد و نوش	[illegible]	میزان خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

امانت

اندرونی				بیرونی		
آمد	بقایا سابقہ	میزان	خرچ	باقی	بقایا سابقہ	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بقایا صیغہ جات یکم جنوری ۱۹۱۵ء

تعلیم	۱۰۵۴۱-۶-۳
اشاعت	۱۹۳۷-۵-۲
مقبرہ	۲۲۱۹-۱۵-۱۰
مساکین	۳۹۲۵-۲-۱۱
زکوٰۃ	۳۹۳۵-۱۰-۳
بورڈران ہائی	۱۳۸۰-۱۱-۶
〃 احمدیہ	۹۳-۹-۳
امانت اندرونی	۳۴۰۳-۵-۹
〃 بیرونی	۷۱-۱۲-۹
مستقل فنڈ	۳۹۱۴-۲-۶
میزان	۳۱۴۲۳-۲-۲
منہائی فاضل	۲۰۷۹۳-۰-۹
	۱۰۶۳۰-۱-۵
منہائی پیشگی	۱۰۱۳۵-۱۰-۳
باقی نزد امین	۴۹۴-۷-۲

فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۳۳۳۰-۶-۴
بیت المال	۸۳۲۹-۷-۲
تعمیر	۳۲۲۸-۱۳-۸
یتامیٰ	۸۴۷-۴-۸
متفرقات	۵۰۵۷-۰-۱۱
میزان	۲۰۷۹۳-۰-۹

پیشگی صیغہ جات

تعلیم	۱۶۲۰-۱۴-۰
بیت المال	۱۵۲۴-۰-۰
مقبرہ	۴۷۲-۱-۹
اشاعت	۳۰۰-۰-۰
مدرسہ احمدیہ	۶۰۰-۰-۰
تعمیر	۵۰۷۳-۱۰-۶
متفرقات	۵۴۵-۰-۰
میزان	۱۰۱۳۵-۱۰-۳

محمد اشرف — ناظر

خلیفہ رشید الدین — محاسب

کا پندرہ صفحہ کا اشتہار "حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست" شامل ہے۔ امر

ذیل کی کتابیں اس سے بھی زیادہ رعایت پر مل سکتی ہیں:۔

(۴۶) سرمایہ خرد فارسی۔ اصلی قیمت ۵ر رعایتی ۲ر

(۴۷) خلاصۃ النحو۔ " ۲ر " ۱ر

(۴۸) اردو کی چوتھی کتاب مؤلفہ انجمن حمایت اسلام لاہور اس کتاب میں رسول کریم صلعم کا حال تاریخی رنگ میں غزوات اور سرایا کا حال غرض کہ مدینہ منورہ میں سات ہجری سالوں کا بیان قریباً ۱۴۲ صفحوں میں کیا گیا ہے۔ رسول کریم صلعم کی گویا کہ مختصر سوانح ہے۔ اصلی ۸ر رعایتی ۳ر

(۴۹) دینیات کی دوسری کتاب اصلی قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

(۵۰) تعلیم القرآن مصنفہ عرب عبدالحی عربی پڑھنے کا قاعدہ اصلی قیمت ۱ر رعایتی —

(۵۱) قواعد فارسی۔ اصلی قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

(۵۲) تعلیم جسمانی کا پہلا کورس " ۲ر " ۱ر

(۵۳) " دوسرا " " ۳ر " ۱ر

(۵۴) " تیسرا " " ۳ر " ۱ر

(۵۵) انگریزی و اردو ترجمہ " ۱ر " ۱ر

(۵۶) طریق الصحت " ۲ر " ۱ر

(۵۷) مبادی العلوم " ۳ر " ۱ر

(۵۸) انگلش ایڈیمز ۱۶۴ صفحہ کی انگریزی کتاب ہے اصلی قیمت غالباً ۸ر رعایتی ۱۲ر

(۵۹) سیکرس آف فرہنگ ۳۳۶ صفحہ " ۱۲ر

(۶۰) سٹنڈیز ان انگلش مصنفہ ڈبلیو مک مارڈی ایم۔اے اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۶ر

(مینجر ریویو)

Digitized by Khilafat Library

ڈاکٹر کی ہدایت

ہر ایک قسم کے بخار کے لیئے باٹلی والا کا بخار کا عرق اور گولیاں استعمال کرنی چاہیئے قیمت ۱ر باٹلی والا کی مقوی گولیاں ضعفِ دماغ ضعفِ اعصاب۔ دق کے ابتدائی عوارض اور بدہضمی کیلیئے بہت مفید ہیں قیمت ۱ر باٹلی والا کا دانتوں کا منجن نہایت مفید قیمت ۴ر باٹلی والا کی مرہم۔ داد پھوڑے پھنسیوں کو ایک دن میں آرام ہو جاتا ہے قیمت ۴ر یہ تمام بڑے بڑے دوافروشوں سے یا براہ راست ڈاکٹر۔ ایچ۔ ایل باٹلی والا۔ جے بی وارلی لیبوریٹری۔ وادری بمبئی سے مل سکتی ہیں۔

کتاب مرقاۃ الیقین فی حیوۃ نور الدین حصہ اول یعنی سوانح عمری حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول ۱ر پر دفتر میگزین سے مل سکتی ہے۔

Reg. NO. L303

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن

سنہ ۱۹۱۵ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلاقیمت و محصولڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجدیجئے۔ جنتری بواپسی ڈاک آپ کی خدمت میں روانہ کردیجائیگی۔

تندرستی کی گفتگو

اپنی اپنی صحت کو درست رکھنے کے لیئے امیر سے غریب تک فکر میں رہتے ہیں اور اپنی من مانی جسکو جیسی سوجھتی ہے ویسا ہی کرتے ہیں۔ دولتمند۔ گھی۔ دودھ۔ میوہ۔ وغیرہ کھاتے ہیں اور قیمتی دوا کی تلاش کرتے ہیں۔ غریب کم خرچ جڑی۔ بوٹی۔ اور چٹکلے کے کھوج میں رہتی ہیں۔ اس جاڑے کے موسم میں ایسے مقویات کا کھانا بھی نہایت ہی مفید ہوتا ہے کیونکہ اس موسم میں ہر چیز مریض کے موافق ہوتی ہے اس فکر اور دقّت کو دور کرنیکی نہایت ہی آسان ترکیب ہے جس نہ تو زیادہ پریشانی ہوتی ہے اور نہ اسقدر طاقت سے باہر خرچ ہے وہ ڈاکٹر ایس کے برمن کی مقوی باہ کی گولیاں ہیں۔ آپ بھی آزمائش کر کے دیکھیئے۔ یہ بھوک کو بڑھاتی ہیں۔ اور خون کو نیا پیدا کرتی ہیں جوانی کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے جو خرابی ہو۔ اور جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت ہو۔ یہ سب شکایتیں دور کر کے اور نیا جوش پیدا کرتی ہیں۔

اگر آپ آزمائش کرنا چاہیں تو

ایک لفافے کے اندر دو پیسے کا ٹکٹ اور دس شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام و پورا پتہ لکھکر ساتھ ہی اسکے اس اشتہار کو بھیجدیجئے۔

نمونہ مفت بذریعہ ڈاک کے بھیجدیا جاویگا۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی ایک شیشی ایک روپیہ عــہ محصولڈاک ۵ ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ ۹ ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مطبع میگزین قادیان میں منشی محمد نصیب پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپکر صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کے لیئے